UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232758
UNIVERSAL
LIBRARY

علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین وعلیکم بالجماعة والعامة

۱۵ فروری ۱۸۶۹ء

[illegible] تحقیق وتدقیق انیق من ہدایات ودرایات فاضل [illegible]

فی رد النسختین المولفتین

توضیح السنۃ الہدیٰ

السید امداد علی صاحب [illegible] المصنف

[illegible]

اوّل مرتبہ ۳۰۰ جلد

در مطبع [illegible] واقع محلہ [illegible]

۲۰۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفق لنا بصیام شہر رمضان وقیامہ وانزل
علی رسولہ فیہ القرآن فقال فی شانہ شہر رمضان الذی
انزل فیہ القرآن والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا
محمد وآلہ واصحابہ خصوصاً علی الخلفاء الراشدین الذین ندب
الی سنتہم فقال علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین
المہدیین من بعدی الخ مخفی نرہے کہ رسالہ مؤلفہ موسومہ بنور الہدی
بامداد بعض العلماء کہ بجواب استفتاء التراویح کے لکھا گیا ہے نظر سے گذرا
بیساختہ یہہ شعر یاد آیا ؎ کوس شہرت نتوان زد بہ بیان دگرے ٭ زندگانی
نتوان کرد بجان دگرے ٭ بمعائنہ نسخہ مسطورہ کے معلوم ہوا کہ موجد ومخترع اس
جاسیت پڑہنے وپڑہانے نماز تراویح آٹھہ ۸ رکعت وچھتیس ۳۶ رکعت وبیس ۲۰ رکعت سوائے
وتر بعد استقرار حکم واسطے پڑہنے بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح کہ زمانہ خلافت حضرت عمر

بصیام

سنتہم

بنور الہدی

رضی اللہ عنہ سے الی یومنا ہذا شرقاً و غرباً عمل اہلسنت و جماعت کا اسپر ہے
حضرت مؤلف مجتہد اس عمل متروک کے تیرہ صدی مین ہوئے ہین باوجودیکہ آپ
تئین حنفی لکھتے ہین لیکن یہہ خبر نہین کہ مذہب امام ابی حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ مین بیس
رکعت سے تراویح زیادہ پڑہنا باجماعت یعنی بموجب مذہب امام مالک کے فقہانے مکروہ
لکھا ہے یہان پر یہہ مثل یاد آئی گندہ بروزہ باخشکہ اگرچہ گندہ اللہ یجاد بندہ و
مخفی نرہے کہ استفتاء مذکور مین ذکر خاص حضرت مولف کا نہ تہا کہ تحریر فتوی سے
کنارہ کیا جاتا لہذا بمضمون سے المفتی کالمستفتی تحریر فتوی مین مبادرت کی گئی لیکن
حضرت مولف کھل پڑے و خلاف تہذیب اخلاق کے سخن چینی بلکہ بہتان بندی
نام لکہہ لکہہ کر عمل مین لائے ع بدنہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے +
ہے یہہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے + اب اگر کچھہ گستاخی عمل مین آوے
تو بمضمون اس مصرع کے معذور فرماوین ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است
حضرت مجتہد مجدد تیرہ صدی نے جواب بہ نسبت اصحاب ثلاثہ کے سخنان طعن و تشنیع
تحریر فرمائے ہین اوسکا جواب مجملاً اس شعر سے حاصل ہے ع سخن چین را
توانم چارہ کرد + کہ تا من نگویم او نگوید + ولیکن مفتری را چارہ نیست +
کہ او از خود سخن را آفریند + اور جواب مفصلاً اپنے موقع پر لکھا جائیگا حضرت
مجتہد کا کلام رسالہ مؤلفہ مین مضطرب ایک دوسرے سے معارض ہے گویا عمر
عیار کی زنبیل ہے و پریشان دلیل اور اغراض و تعصب سے خلاف سواء السبیل ہے

متضمن انکار سنت ہدی او موسوم بہ نور الہدی سبحان اللہ برعکس نہند نام زنگی کافور
غور فرمائیگا وخفا نہو جئیگا حضرت جو نماز تراویح کو کہین پر لکہتے ہین کہ نماز
تراویح حضرت کی نماز تہجد تہی اور وہ آپ پر بقول جمہور حنفیہ فرض تہی اور
مداومت آٹھہ رکعت پر نقلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مدار سنت
موکدہ ہونیکا ہے متحقق نہین ہے تو بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا کیونکر ثابت
ہوسکتا ہے اور کہین تحریر فرماتے ہین کہ نماز تراویح حضرت نے آٹھہ رکعت
پڑہی ہے اور پہر اوسکو ترک فرمایا ہے اور کہین پر رقم ہے کہ بیس رکعت نماز تراویح
مستحب ہے سنت نہین ہے اور کہین پر قلمی ہے کہ بیس رکعت مین سے آٹھہ رکعت مسنون
ہین اور بارہ مستحب ہین اور یہہ سنت موکدہ ہرگز نہین ہے اور کہین پر لکہتے ہین کہ یہہ
سنت عمری ہے وفعل خلفاء ثلاثہ ہے اور مراد سنت سے سنت غیر موکدہ اور
کلام نووی مین مراد استحباب سے سنت غیر موکدہ ہے اور اجماع صحابہ راشدین اسپر
نہین ہوا اور کہین لکہتے ہین کہ عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا ہے بلکہ
ترک مواظبت جماعت تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی
متحقق ہوئی اور کہین لکہتے ہین کہ بیس رکعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت
نہین اور اوسی کے متصل لکہتے ہین کہ روایت بیس رکعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے ضعیف ہے لائق حجت کے نہین ہے لیکن رواج دینا حضرت عمر کا
بیس رکعت کو باختراع خود بطور ابتداع نہوگا کوئی اصل وسند اوسکی قول یا تقریر

سہوا

آنحضرت سے اون کے پاس ضرور ہوگی یہان تک خلاصہ قول حضرت مجتہد و مجدد کہ
اپنے کو حنفی مذہب لکہتے ہین اور دراصل اظہار حنفیت کا واسطے مغالطہ دہی عوام کے ہے
کہ اس دہوکے سے لوگ کید مین آجاوین ورنہ درحقیقت حضرت بنیاد مذہب حنفی کے
استیصال کرنے کی سنکر مین ہین اور خلفاسے ثلاثہ کی سنت فعلی و عملی جو جماعت
نماز تراویح کے اوپر بیس رکعت کے قرار پائی ہے اوسکے مٹانے کی فکر مین مصروف
ہین بہائیو ہرگز اونکے دہوکے مین نہ آئیو حضرت کا قول مندرجہ رسالہ یہہ ہے
اب پوچہتا ہون حضرات سے کہ فرماسئے جو شخص سنت جماعت گیارہ رکعت کو
مع وتر کے حکم حضرت عمر رض سمجہکر اور امام مالک کے موطا کو معتبر جیسا کہ بخاری وغیرہ
حدیث کی کتاب مین ہے پڑہے اور پڑہاوے اور بیس رکعت کو بہی حضرت عمر رض کا
حکم سمجہکر پڑہے اور پڑہاوے اور پہر موافق قول حضرت امام مالک رح کے کہ
حضرت علی و حضرت عمر رضی اللہ عنہما چہتیس رکعت پڑہتے تہے سواے وتر کے
اور اہل مدینہ کا بہی عمل تہا اسی پر پڑہے اور پڑہاوے اور گیارہ رکعت مع وتر کے
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہی پیش نظر کرے تو فرماسئے کہ ایسا فعل
کرنیوالا رافضی ہوگا یا مبتدع یا جاہل یا کافر یا کیا ہوگا فقط حضرت کا مقولہ
اور مذہب یہہ ہے اور جو فعل کہ مذہب امام اعظم رح مین مکروہ ہے اوسکے
عامل اور ترغیب دینے والے ہین یعنی بیس رکعت سے تراویح با جماعت زیادہ پڑہنا
مذہب امام ابی حنیفہ مین مکروہ ہے اوسکو روا رکہتے ہین فی المضمرات فان قاموا

بما قال مالک رح بالجماعة فعند الشافعی رح لا باس به وعندنا یکره
بناء علی ان التنفل بالجماعة بما نشاء ویکره الحاصل یعنی [illegible]
امام ابی حنیفہ ونزدیک شافعی رح کے بیس رکعت ہے اور نزدیک امام مالک رح
کے چھتیس رکعت ہے باتباع حضرت عمر رض بیس رکعت پڑھیں بموجب قول امام مالک کے
ساتھ جماعت کے پس نزدیک شافعی رح کے باک نہیں ہے اور نزدیک امام ابی حنیفہ
کے مکروہ ہے پیروان مذہب امام اعظم رح پر مخفی نہ رہے کہ تراویح سنت موکدہ بیس
رکعت ہے اسی پر اجماع ہے اور اسی پر عمل الناس ہے حضرت عمر رض سے باجماع صحابہ کے
مقرر ہوا ہے آٹھ رکعت و چھتیس رکعت جو اول میں پڑھی گئی تھی متروک
ہو گئیں بسبب استقرار کے بعد دوسرا عمل جاری نہیں ہوا درمختار میں لکھا ہے اور
صاحب رد المحتار اسکو یوں لکھتا ہے قوله سنة موكدة صححه في الهداية
وغيرها وهو المروي عن ابي حنيفة وذكر في الاختيار ان ابا يوسف
سأل ابا حنيفة عنها وما فعله عمر فقال التراويح سنة موكدة ولم
يتخرجه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعا ولم يأمر به الا
عن اصل لديه وعهد من رسول الله صلعم والا نافيه قول القدوري
انها مستحبة كما فهمه في الهداية عنه لانه انما قال يستحب ان يجتمع الناس
الناس هو يدل على ان الاجتماع مستحب وليس فيه دلالة على ان التراويح
مستحبة كذا في العناية وفي شرح منية المصلي وحكى غير واحد الاجماع

على سنيتها تمامه في البحر **قوله** هي مواظبة الخلفاء الراشدين اي

الذين هم كان المواظبة عليها وقعت في اثناء خلافة عمر رض ووافقه

على ذلك عامة الصحابة ومن بعدهم الى يومنا هذا بلا نكير و

كيف لا وقد ثبت عنه صلعم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين

المهديين عضوا عليها بالنواجذ كما رواه ابو داؤد بحر اور شامي

اسكي **فرمايا** اور سنت موكدہ ہونا بيس ركعت نماز تراويح سے يہ ہے اگر ترک كرين

اهل جماعت تراويح كو ايك مسجد والے تو گنہگار ہونگے كما في الجماعة فيها سنة

الكفاية الخ ان اصل التراويح سنة عين فلو تركها واحد كره بخلاف

صلاتها بالجماعة فانها سنة كفاية فلو تركها الكل اساؤا اگر نماز تراويح

سنت غير موكدہ ہوتی تو ترک پر اوس كے گنہگاری لازم نہ آتی اور سنت ہدی وہ ہے

کہ ترک اوسكا مستوجب گناہ ہو في نور الانوار الاول سنت الهدى وتاركه

يستوجب اسائة والنفل وهو يثاب المرء على فعله ولا يعاقب على تركه

اور در باب تراويح كے لكھا ہے كہ ختم قرآن تراويح ميں سنت ہے باعث كسل قوم

كے ترک نكيا جائيگا اگر تراويح مستحب ہوتی يعنی نفل تو اوسكے ترک سے موجب عتاب كا

ہونا اور اسقدر تاكيد نہوتی **قوله** وهي عشرون ركعة هو قول الجمهور و

عليه عمل الناس شرقا وغربا بيس ركعت تراويح قول جمہور ہے اور اسيقدر پر عمل آدميون كا

شرقا وغربا ہے اور بيچ رد المحتار كے لكھا ہے ذكره في الفتح ان مقتضى الدليل

كون المسنون منها ثمانيًا والباقي مستحبة وتمامه في البحر وذكرت جوابه في ماعلقته عليه كہ بہ تحقیق مقتضاے دلیل ہونا مسنون اوسی بیس رکعت سے آٹھہ ہے اور باقی مستحب تمام اوسکا بحر مین ہے ذکر کیا ہمنے جواب اوسکا اوسمین کہ جو تعلیق لکھی ہے ہمنے اوسکے اوپر یعنی جواب مقتضاے دلیل کا صاحب رد المحتار نے لکھا ہے اسوجہہ سے بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا صاحب رد المحتار کے نزدیک بہی ثابت ہے اور مضمرات مین لکھا ہے کہ نفس تراویح سنت ہے اور ادا اوسکا بالجماعت مستحب ہے اور پہر اوسمین لکھا ہے وهي سنة لا يسع تركها اذ الامة اجتمعت على مراعاتها وجوازها ولم ينكرها احد من اهل القبلة الا الروافض اور پہر اوسمین زاد سے نقل کیا ہے وايضا فيه من الاصل والمحيط. ہكذا في الفتاوى الحجة التراويح سنة موكدة باجماع الصحابة رض وعمل الامة ومن انكر كونها سنة فهو مبتدع ضال غير مقبول الشهادة بقول النبي صلعم شهر رمضان شهر عليكم افترض الله عليكم صيامه وسن لكم قيامه فمن صامه وقامه غفر له ما تقدم من ذنبه وما تاخر شیخ امام ابو عبد اللہ الخیزاخی سے منقول ہے التراويح سنة موكدة فكان كسنة الظهر یہہ روایت بہی مضمرات مین ہے اور کافی مین ہے سن في رمضان عشرون ركعتا بعشر تسليمات اے بہا یو حنفی مذہب والو یہہ قدر روایات جو معتبر کتابون سے اوپر لکھی گئی ہین اوس سے بخوبی ثابت اور متحقق ہے

که تراویح بیس رکعت سنت موکده هے زمان خلافت حضرت عمر رض مین اس پر اجماع صحابه
استقرار ہوا حضرت عثمان رض و حضرت علی کرم الله وجهه کی خلافت مین بهی مواظبت
رہی بعد اوسکے آجتک حنفی مذہب والے و نیز شافعی مذہب والے اسیقدر پڑہتے ہین
اور جو اسکو سنت نه سمجهے اور اجماع کو نه مانے افراط و تفریط کرے یعنی بیشی و کمی وه
حنفی نهین هے اور جو شخص منکر سنّت ہونے تراویح کا ہو وه بقول صاحب فتاوی الحجة
کے بدعتی و گمراه و غیر مقبول الشّهادة هے اور جس نے مستحب لکها هے اوس سے یهه
مراد هے که اجتماع مردم واسطے ادائے نماز تراویح کے مستحب هے نه که خود تراویح مستحب
هے اور جو شخص اسکو سنّت عمری کهتا هے بنسبت اوسکے طحطاوی مین یهه لکها هے
واشاره فی کتاب الکراهة من البزازیة الی انه لو قال التراویح سنة عمر
کفر لانه استخفاف وهو کلام الروافض وفیه نظر فقد صرح فی کتب
من المتداولات المعتبرة بانه سنة عمر رض لان النبی علیه الصّلوة
والسّلام لم یصلها عشرین بل ثمانی ولم یواظب علی ذلک وصلاها
عمر بعده عشرین ووافقه الصّحابة علی ذلک ودعوی الاستخفاف
فی حیز المنع حموی خلاصه اسکا یهه هے که تراویح کو سنت عمری کهنے سے استخفاف
ہوتا هے اسپر بزازیه والے نے حکم کفر کا دیا هے بلحاظ ہونے اسکے کلام روافض کے
اس کلام پر اعتراض کیا هے اور لکها هے که دعوی استخفاف کا صحیح نهین هے غرض
یهه هے که تراویح کو خاص سنّت عمر رض کی سمجهنے که اونهون نے اختراع و استخراج

اپنے نفس سے کیا ہے اور اسمین مبتدع ہی یہ اعتقاد اچھا نہین ہے بلکہ یہہ جاننے
کہ بیس رکعت نماز تراویح کی اصل حضرت نبی صلعم سے حضرت عمر رضہ کے پاس تہے
کہ یہہ امر حضرت مولف کو بالاکراہ تسلیم ہے اسی سبب سے حضرت عمر رضہ سے
بیس رکعت پڑہی اور رواج دیا اور خلفاے راشدین ودیگر صحابہ کرام نے اسپر
اجماع کیا اور مطابق اسکے پڑہا کچھہ انکار نہین کیا اور اسی بیس رکعت پر استقرار ہوا ہے
آٹہہ اور چھتیس رکعت پڑہنے بعد استقرار کے کسی نے روایت نہین کی اور جو روایت
حضرت ابن عباس سے بیس رکعت پڑہنے آنحضرت صلعم کے مروی ہے اوسکو باعث
ہونے راوی ابن ابی شیبہ کے ضعیف کہا ہے واضح ہو کہ ضعف راوی سے اصل حدیث
قابل حجت کے نہین ہوتی لیکن قابل عمل کے ہوتی ہے چنانچہ جب کہ حضرت عمر رضہ کی
خلافت مین بیس رکعت نماز تراویح کی پڑہی گئی اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضہ
ودیگر صحابہ کرام نے اسپر اتفاق اور معمول اپنا فرمایا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ
کہ بیس رکعت پڑہنے کی اصل حضرت عمر رضہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ہتی اگر نہوتی تو گیارہ رکعت مع وتر پڑہا جو حضرت رسول مقبول کا بروایت صحیحہ
حضرت عائشہ رضہ سے مروی تہا کیونکر ترک ہوتا اور استقرار واجماع بیس رکعت
پڑہنے پر نہوتا چنانچہ صاحب فتح القدیر فرماتے ہین ثم تبقت العشرون من
زمن عمر فی الموطا عن یزید ابن رومان قال کان الناس یقومون
فی زمن عمر ابن الخطاب بثلاثۃ وعشرین رکعۃ قولہ بثلاثۃ وعشرین

رکعة قال البیہقی والثلثة ہو الوتر ولا ینافیہ روایة السابقة فانہ
وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین روی البیہقی باسناد صحیح انہم
یقومون فی عہد عمر بعشرین رکعة وفی عہد عثمان وعلی مثلہ وروی
البیہقی فی المعرفة عن سائب ابن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر ابن
الخطاب بعشرین رکعة والوتر قال النووی فی الخلاصة اسنادہ صحیح وفی
الموطا روایتہ باحدی عشر وجمع بینہما بانہ وقع اولاً ثم استقر الامر
علی العشرین فانہ المتوارث اھ عبارت فتح القدیر پر غور فرمانے کے
سے ثبوت استقرار بیس رکعت نماز تراویح سنت ہدی کا بسبب مواظبت خلفاء محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ترک ہونا آٹھ رکعت جو پہلے وقوع مین آیا تھا بخوبی ہویدا
ہے اور صاحب فتح القدیر نے جو باعتبار مقتضائے دلیل کے آٹھ رکعت مسنون اور
بارہ رکعت مستحب تحریر فرمایا ہے اوس کے بعد یہ نہین لکھا ہے کہ آٹھ رکعت اور
بیس رکعت اور چھتیس رکعت حنفی مذہب والے کو پڑھنا ناجائز ہے اور مقتضائے
دلیل کا جواب باصواب صاحب رد المحتار نے تحریر کیا ہے کہ اوسکا حوالہ اوپر دیا
اور حدیث شریف مین منقول ہے کہ روزہ رمضان کا خداوند تعالی نے اوپر تمہارے
فرض کیا ہے اور قیام واسطے تمہارے مسنون کیا ہے اور قیام سے مراد نماز تراویح
ہے اسی سبب سے ہونا نماز تراویح کا سنت موکدہ معلوم ہوتا ہے اگر غیر موکدہ ہوتی
جیسا کہ مؤلف لکھتے ہین تو بمقابلہ روزہ فرض کے اس نماز مسنون پڑھنے کا ارشاد نہوتا

مقابلہ فرض کے یہہ سنت مقتضی ہے کہ موکدہ ہو کما لا یخفی اور حضرت مؤلف کیون نہ اسکو غیر موکدہ و نفل کہین کہ اونکو اس قاعدہ کی خبر نہین ہے فی ردّ المحتار لیس کل نافلۃ سنۃ فان کل صلوٰۃ لم یطلب بعینہا نافلۃ لیست بسنۃ بخلاف ما طلب بعینہا کصلوٰۃ اللیل والضحیٰ مثلا ترجمہ نہین ہے کل نفل سنت پس تحقیق کہ جو نماز نہین طلب کی گئی ہے بعینہا نفل ہے نہین ہے سنت بخلاف اوس چیز کے طلب کی گئی ہے بعینہا مانند نماز رات کے اور ضحی کے اور مخفی نہین ہے جو نماز رات کی طلب کی گئی ہے اوسمین سے نماز تراویح بہی ہے مؤلف صاحب لکہتے ہین کہ نماز تراویح حضرت کی نماز تہجد تہی اور نماز تہجد آپ پر نزدیک جمہور حنفیہ کے فرض ہے مسنون ہونا نماز تراویح کا اس سے ثابت نہین ہوتا اس تحریر خاص سے مطلب خاص حضرت کا یہہ ہے کہ نماز تراویح کی مسنونیت کو آنحضرت سے باطل کرین کہ جس سے تخفیف کل نماز تراویح کی ہو جاوے اس پردہ مین اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہین اور قایل ہونا جمہور کا بہ نسبت فرضیت نماز تہجد کے حضرت پر بیان کرتے ہین حالانکہ یہہ مسئلہ مختلف فیہ ہے فی ردّ المحتار وقد تردد المحقق فی فتح القدیر فی کونہ سنۃ او مندوبا لان الادلۃ القولیۃ تفید الندب والمواظبۃ الفعلیۃ تفید السنۃ لانہ صلعم اذا واظب علی تطوع یصیر سنۃ لکن ھذا بناء علی انہ کان تطوعا فی حقہ وھو قول طائفۃ وقالت طائفۃ کان فرضا علیہ فلا یفید مواظبتہ علیہ السنۃ فی حقنا لکن صریح ما فی مسلم وغیرہ

عن عائشة رضہ انه كان فريضة ثم نسخ هذا خلاصة ما ذكره ومفاده
اعتماد السنة فی حقنا لانه صلعم واظب عليه بعد نسخ الفريضة ولذا قال
فی الحلية والاشبه انه سنة وفيه ايضا واقل التهجد ركعتان واوسطه
اربع واكثره ثمان وفيه ايضا يكره ترك تهجد اعتاده بلا عذر
پس تحریر و تقریر بالاسے ثابت ہے کہ نماز تہجد کی مندوب و تطوع و فرض ہونے
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختلاف ہے ایک گروہ نے کہاہے کہ نماز تہجد
بیچ حق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تطوع تہی اور دوسرے گروہ نے کہاہے
کہ فرض تہی پس جس حالت مین کہ یہہ نماز بیچ حق آنحضرت کے تطوع ہوگی باعث مواظبت
آنحضرت کے سنّت ہوگی بیچ حق ہمارے اور جسوقت مین کہ فرض ہوگی بیچ حق آنحضرت
کے تو باعث مواظبت آنحضرت کے فائدہ سنّت کا بیچ حق ہمارے نہ بخشے گی لیکن صریح
وہ خبر ہے کہ بیچ مسلم وغیرہ کے حضرت عائشہ سے ہے اوس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ نماز تہجد
فرض تہی بعد اوسکے فرضیت اوسکی منسوخ ہوگئی اور بعد نسخ فرضیت کے مواظبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر فرمایا لہذا یہہ بیچ حق ہمارے کے سنّت ہوئی اسی پر
صاحب حلیہ نے فتوی دیاہے اور صلوۃ اللیل و قیام اللیل عام تہجد سے ہے چنانچہ
صاحب ردّ المحتار لکہتاہے نعم صلوٰۃ اللیل و قیام اللیل اعم من التہجد اور نماز
تراویح بہی صلواۃ لیل سے ہے چنانچہ طحطاوی بین بہ نسبت اوسکے لکہاہے انها
وان كانت تبعا للعشاء لكنها صلوة الليل اس تحریر سے تمیز درمیان نماز تراویح

اور نماز تہجد کی ہو گئی پس لکھنا مؤلف کا یہہ عبارت ہرگاہ ثبوت سنت ہونے آٹھ
رکعت نماز تراویح کا بھی دشوار ہے اس لئے کہ آٹھ رکعت تراویح آنحضرت کی نماز تہجد
تہین اور نماز تہجد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزدیک جمہور حنفیہ کے فرض
ہے تو مداومت آٹھ رکعت پر نفلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مدار سنت
موکدہ ہونیکا ہے متحقق نہین ہوئی تو بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا کیونکر ثابت ہوگا
فقط محض غلط و خلاف تحقیق کے ہے حضرت مؤلف کو ہنوز تفرقہ درمیان بیان
وسواوسکے نہین ہوا حضرت مؤلف جو صفحہ ۱۹ اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین
کہ نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے واتفق العلماء علی استحبابها اور
ترجمہ اوسکا یہہ فرماتے ہین متفق ہوئے ہین علماء نماز تراویح کے مستحب ہونے پر
پس توفیق درمیان کلام اون علماء کے کہ جنہون نے اختلاف استحباب اور سنت نماز
تراویح مین نقل کیا ہے اور کلام نووی کے کہ اتفاق علماء استحباب پر ہے یون ہے
کہ جس کام کو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے وہ سنت ہے پس اگر اوس کام کو
بر سبیل عادت کیا ہے تو وہ سنت زائدہ ہے اور اگر بر سبیل عبادت کیا ہے اور
اوسپر مواظبت فرمائی ہے تو وہ سنت موکدہ ہے والا سنت غیر موکدہ و اطلاق
مستحب کا کبھی سنت غیر موکدہ پر آتا ہے اور کبھی افعال صحابہ وغیرہم پر پس کلام
ناقلین استحباب اور سنیت تراویح مین مراد استحباب سے فعل خلفاء ثلاثہ ہے
اور مراد سنت سے سنت غیر موکدہ اور کلام نووی مین مراد استحباب سے سنت

غیر مؤکدہ لیکن چونکہ قول ان لوگون کا کہ تراویح کو فعل صرف صحابہ کا نہ آنحضرت کا
ٹھہرتے ہین اور اس معنی کر اوسکو مستحب کہتے ہین صحیح نہ تہا لہذا نووی نے اوسکے
قول کا اعتداد نکر کے اتفاق علماء استحباب یعنی سنت غیر مؤکدہ ہونے تراویح پر
بیان کیا ہے فقط سبحان اللہ کیا توفیق غیر رفیق ہے اور تراویح کو سنت غیر مؤکدہ
قرار دیکر خوب استراحت حاصل کی اس جگہہ پر قول ایک شاعر کا مناسب حال یاد آیا

شعر روزہ نہ می کشد نہ مرا ریح می کشد	لیکن مرا نماز تراویح می کشد

حضرت مؤلف کی تحقیق مین بہ نسبت تراویح کے فعل خلفاء ثلاثہ مستحب یعنی سنت غیر
مؤکدہ ہے فعل خلفاء راشدین کو خارج سنت مؤکدہ اور ہدی سے ٹہراتے ہین
حالانکہ یہہ تحقیق اون کی غلط ہے رد المحتار مین یہہ لکہا ہے اعلم ان المشروعات
اربعة اقسام فرض وواجب وسنة ونفل فما کان فعله اولى من ترکه
مع منع الترك ان ثبت بدلیل قطعی ففرض او بظنی فواجب وبلا منع
الترك ان کان مما واظب علیه الرسول صلى الله علیه وآله وسلم او الخلفاء
الراشدون من بعده فسنة والا فمندوب ونفل والسنة نوعان
سنة الهدى وترکها یوجب اساءة وکراهیة کالجماعة والاذان
والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وترکها لا یوجب ذلك کسیر النبی
علیه الصلوة والسلام فی لباسه وقیامه وقعوده والنفل ومنه
المندوب یثاب فاعله ولا یسیء تارکه ترجمہ جان لو کہ تحقیق کہ مشروعات چار

قسم ہین فرض اور واجب اور سنّت اور نفل پس وہ چیز کہ ہو کرنا اوسکا بہتر ترک اوسکے
سے ساتھہ منع ترک کے اگر ثابت ہو بدلیل قطعی پس فرض ہے اگر ثابت ہو بدلیل
ظنی تو واجب ہے اور بلا منع ترک کے اگر ہو اوس چیز سے کہ مداومت اور مواظبت
کئے ہوا اوپر اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا خلفاء راشدین نے بعد آنحضرت
کے پس سنّت ہے والا مندوب اور نفل ہے اور سنّت دو طرح ہے سنّت ہدیٰ کہ ترک
اوسکا موجب گنہگاری اور کراہیت ہے مانند جماعت و اذان اور اقامت اور مانند
اسکے اور سنّت زوائدہ کہ ترک اوسکا موجب گنہگاری اور کراہیت نہو مثل سیرت
نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے بیچ لباس اور قیام اور قعود آپ کے اور نفل بعض اوس
سے مندوب ہے ثواب پاتا ہے کرنیوالا اوسکا اور نہین گنہگار ہوتا ہے تارک اوسکا
اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جس فعل پر حضرت نے خواہ حضرت کے خلفا نے بعد آنحضرت
کے مواظبت کی ہو وہ سنّت ہے فعل حضرت ہو خواہ فعل خلفاء آنحضرت ہو جسکا ترک
موجب گنہگاری اور کراہیت ہوگا وہ سنّت ہدیٰ اور مؤکدہ مین داخل ہے اور بیس
رکعت نماز تراویح کہ ترک اوسکا موجب گنہگاری اور کراہیت ہے اور ثبوت اسکا
اوپر قرار واقعی ہو چکا ہے داخل سنّت غیر مؤکدہ نہین ہے بہرکیف بیس رکعت نماز
تراویح پر تعریف سنّت مؤکدہ اور سنّت ہدیٰ صادق ہے طرفہ یہہ ہے کہ حضرت مؤلف
اپنے رسالہ مین یہہ بہی تسلیم فرماتے ہین کہ رواج دینا حضرت عمر رض کا بیس رکعت کو
باختراع خود بطور ابتداع نہوگا کوئی اصل اور سند اوسکی قول یا تقریر آنحضرت صلعم سے

اون کے پاس ضرور ہوگی سبحان اللہ کیا تقریر شتی ایک دوسرے کی مخالف ہے اور
یہہ بہی تحریر فرماتے ہین کہ عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا ہے بلکہ
ترک مواظبت جماعت تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی
متحقق ہوئی نہ بیس رکعت تراویح کہ پڑہنا ہی بیس رکعت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ثابت نہین ہوتا ہے پس جبکہ جماعت نماز تراویح کی سنت موکدہ علی الاعیان نہوئی
بلکہ سنت علی الکفایہ یا مستحب علی اختلاف القولین قرار دی گئی تو بیس رکعت تراویح
کیونکر سنت موکدہ علی الاعیان ہوسکتی ہے فقط اب حضرت مولف سے پوچھا جاتا ہے
کہ ہرگاہ نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد تہی اور وہ آپ پر فرض
تہی تو حضرت عمرؓ کے پاس بہ نسبت پڑہنے بیس نماز تراویح سنت کی کیا اصل تہی
کہ بجاے فرض تہجد باجماعت کے بیس رکعت پڑہی و پڑہائی اور حضرت عثمانؓ اور حضرت
علیؓ و دیگر صحابہ نے زمانہ خلافت حضرت عمرؓ مین کیون اجماع و استقرار
اس امر پر فرمایا اور جبکہ یہہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تہی تو مواظبت
نفس تراویح پر نہوئی بلکہ نماز تہجد پر ہوئی جو فرض تہی اور مواظبت حکمیہ جماعت تہجد کی
واقع ہوئی نہ تراویح سنت آٹھہ رکعت کی متحقق ہوئی واضح ہو کہ مذہب حنفیہ مین
نفس تراویح علی الاعیان یعنی ہر فرد پر سنت موکدہ ہے اگر ایک شخص ترک کریگا
تو مستوجب کراہیت کا ہوگا اور جماعت نماز تراویح سنت کفایہ ہے یعنی اگر ایک
مسجد والی جماعت ترک کرین گی تو سب گنہگار ہون گے اور یہہ کس نے کہا ہے کہ نماز

تراویح باجماعت سنّت علی الاعیان ہے کہ اوسپر اعتراض فرماتے ہین ہان حضرت
مؤلف کی تقریر پر یہہ ایراد وارد ہے کہ مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہے
پس جبکہ حضرت مولف مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی ثابت کرتے ہین تو پہر بقول
اون کے جماعت نماز تراویح سنّت موکدہ علی الاعیان نہونے کے بعد زوال عذر
بوفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکر نہوگی حاصل تقریر یہہ ہے کہ
جب حسب تسلیم مؤلف آنحضرت نے عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا
تو اس سے ثابت ہوا کہ نفس تراویح علی الاعیان سنت موکدہ ہے اور جبکہ بقول مولف
عذر ترک مواظبت جماعت تراویح سے فرمایا تو اس سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ اگر
عذر نہوتا تو جماعت سنّت موکدہ ہوتی چنانچہ مواظبت حکمیہ نماز تراویح کو تسلیم فرماتے
ہین اور بیس رکعت پڑہنے اور پڑہانے نماز تراویح حضرت عمر رض کے پاس رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصلا سند ٹہراتے ہین باوجود اس تسلیم کے اوسپر یہہ
متفرع کرتے ہین اور نتیجہ نکالتے ہین کہ بیس رکعت تراویح کا آنحضرت سے پڑہنا ہی
ثابت نہین ہوتا ہے اور اوسپر یہہ پہر تفریع کرتے ہین پس جبکہ نماز تراویح کہ سنت
موکدہ علی الاعیان نہوئی تو بیس رکعت تراویح کیونکر سنت موکدہ علی الاعیان ہوسکتی
ہے حالانکہ جماعت نماز تراویح کی سنّت موکدہ علی الاعیان کسی نے نہین لکہا ہے
خود ہی لکہتے ہین اور اپنے اوپر ایراد وارد کراتے ہین اور اس تراویح کو تہجد ٹہرا کر
اور فرضیت کے قائل ہوکر سنت سے خارج کرتے ہین ۵ خود غلط املا غلط انشا غلط

دیکھیے ہوتا ہے اب کیا کیا غلط + اور امام نووی نے جو مستحب لکھا ہے اوس مستحب سے
مراد یہہ ہے کہ جمع ہونا آدمیون کا واسطے اداے نماز تراویح کے بجماعت مستحب ہے
اور علاوہ اسکے اطلاق مستحب کا اوپر سنت کے بہی ہوتا ہے کما فی رد المحتار یطلق
المستحب علی السنة وبالعکس یعنی بولا جاتا ہے مستحب اوپر سنت کے اور بالعکس
بہی اور جس نے اسکو مستحب لکھا ہے تاویل اسکے قول کی اوپر سنت کے کرنا لازم ہے
کیونکہ اگرچہ یہہ فعل خلفاء راشدین کا بہی ہو تب بہی یہہ سنت موکدہ ہے تارک اسکا
گنہگار اور مستوجب کراہیت کا ہوگا اور قابل ملامت کے چنانچہ تحقیق اسکی اوپر
گذر چکی ہے اور جو سند حضرت مؤلف نفحات رشیدی کی لائے ہین اور عبارت اوسکی
یہہ ہے واختلفوا فی عدد رکعاتها التی یقوم بها الناس فی رمضان ما المختار
منها اذ لا نص فیها فاختار بعضهم عشرین رکعة سوی الوتر ویستحسن
بعضهم ستة وثلثین رکعة والوتر ثلث رکعات وهو الامر القدیم الذی
کان علیه الصدر الاول والذی اقول به فی ذلک ان لا توقیت فیه
فان کان لولابد من الاقتداء فالاقتداء برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
فی ذلک فانه ثبت عنه صلی الله علیه وآله وسلم انه ما زاد علی احدی
عشر رکعة بالوتر شیئا لا فی رمضان ولا فی غیره الا انه کان یطولها
فهذا هو الذی اختاره بجمع بین قیام رمضان والاقتداء برسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم قال الله تعالی لقد کان لکم فی رسول الله اسوة

حسنة ترجمہ اور مختلف ہوئے ہین علماء عدد رکعات تراویح مین کہ قیام کرتے ہین ساتھہ
اوسکے لوگ رمضان مین کہ کیا مختار ہے رکعات تراویح مین اس لئے کہ نہین نص ہے
رکعات تراویح مین سو اختیار کیا ہے بعض اون کے نے بیس رکعت کو عدا وتر کے
اور مستحسن رکھا ہے بعض اون کے نے چہتیس (۳۶) رکعت کو اور وتر کو تین رکعت اور یہی امر
قدیم ہے کہ تہی اوسپر صدر اوّل اور وہ چیز کہ کہتا ہون مین ساتھہ اوسکے اس باب
مین یہہ ہے کہ نہین تعین ثابت ہے اسمین پس اگر ہے ضروری اقتدار کسی کی پس اقتدار
ساتھہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس باب مین لایق تر ہے پس تحقیق ثابت
ہوا ہے آپ سے کہ نہین زیادہ کیا ہے آپ نے گیارہ (۱۱) رکعت پر ساتھہ وتر کے کچہہ نہ
رمضان مین اور نہ غیر رمضان مین مگر تحقیق تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
درازی کرتے بیچ اون رکعات مین پس یہہ وہ ہے کہ پسند رکھتا ہون مین اسکو
واسطے جمع کے درمیان قیام رمضان اور اقتدار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
فرمایا ہے اللہ تعالی نے البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اقتدار نیک واضح ہو کہ صاحب نفحات رشیدی راے اپنی بہ نسبت پڑہنے
گیارہ رکعت نماز مع وتر کے رمضان مین لکھتا ہے اور عمل صدر اوّل خلاف اوسکے
تسلیم کرتا ہے مگر یہہ نہین لکھتا کہ اسپر فتوی ہے اور اسپر عمل صحابہ راشدین تھا
اور جو استقرار پڑہنے بیس (۲۰) رکعت نماز تراویح کا زمانہ حضرت عمر رضہ سے تہا اوسکے
عدم اقتدار کی کیا سند ہے اور یہہ اجتہاد اوسکا خلاف متون اور کتب مشہورہ

متداولہ کے بعض فی الحموی لا تجوز الفتوی من التصانیف الغیر المشہورۃ
وبہ صرح المصنف فی بعض رسائلہ الا ان اصحاب المتون مشوا علی قولہما
فینبغی اعتمادہ لان العمل علی ما فی المتون اذا عارضہ ما فی الفتاوے
جبکہ کتب معتبرہ مین جنکا حوالہ اوپر دیا گیا ہے صاف لکھا ہے کہ تراویح بیس
رکعت مسنون ہے اور زمانہ حضرت عمر سے باجماع صحابہ اسیکا استقرار ہوا
اور آٹھہ رکعت جو اول مین پڑہی گئی تہین وہ متروک ہوا ہیں اب صاحب لغات
رشیدی جو اپنی راے اس باب مین لکہتا ہے قابل تقلید کے نہین ہے فی
نور الانوار تقلید الصحابی واجب یترک بہ القیاس ای قیاس التابعین ومن بعدہم
لان قیاس الصحابی لا یترک بقول صحابی اخر لاحتمال السماع من
الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل ہو الظاہر فی حقہ وان لم
یسند الیہ ولئن سلم انہ لیس مسموعا منہ بل ہو رائیہ فرای
الصحابی اقوی من رای غیرہم لانہم شاہدوا احوال التنزیل واسرار
الشریعۃ فلہم مزیتہ علی غیرہم فقط تقلید صحابی کی واجب ہے اور چہوڑا
جاتا ہے اوسکے ساتہہ قیاس یعنی قیاس تابعین کا اور اون کے بعد کا اسواسطے
کہ تحقیق قیاس صحابی کا نہین ترک کیا جاتا ہے ساتہہ قول دوسرے صحابی کے اسواسطے
کہ احتمال سننے کا ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلکہ وہ ظاہر ہے بیچ حق
اوسکے کے اگرچہ نہ سند ہو طرف اوسکی اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ وہ نہین ہے مسموع

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلکہ وہ راے اوسی صحابی کی ہے پس راے صحابی کی
تو ہی تر ہے راے غیر اون کی سے اسواسطے کہ دیکھا ہے اونہون نے احوال
قران کو اور اسرار شریعت کو پس واسطے اون سبھون کے زیادتی ہے اوپر
غیر اونہون کے حاصل یہہ ہے کہ جب ایک تقلید صحابی کا یہہ حال ہے کہ بمقابلہ اوسکے
اقوال غیر صحابی مرجوح ہین تو جبکہ خلفاء ثلثہ راشدین و دیگر صحابہ کرام کا اجماع بڑہنے
اور پڑہانے بیس رکعت زمانہ خلافت حضرت عمر مین اوپر اسی کے رواج پکڑا مادون
ومافوق اوسکے ترک ہوا تو اس اجماع کو توڑنا اور خلاف اوسکے عامل و قایل ہونا
اور سند لانا قول اوس شخص کا کہ مادون صحابی اور تابعین ہے بمقابلہ اقوال
صحابی اور تابعین کے قابل حجت نہین ہے اور قول صاحب نفحات رشیدی خلاف
تصحیح قاضی خان کے ہے اوس نے اپنے فتاوی مین لکھا ہے کہ التراویح سنت موکدۃ
للرجال والنساء وتوارثہا الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم الی یومنا ھذا تراویح سنت موکدہ ہے واسطے مردونکے اور عورتونکے پایا
اوسکو خلف نے سلف سے نزدیک تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
آج تک وفیہ ایضا قال قوم منہم انہ لیس بسنۃ اصلا لان النبی علیہ السلام
اقامھا فی بعض اللیالی ولم یواظب علیھا ثم احدثھا عمر اور کہا ایک قوم نے
روافض سے کہ وہ سنت ہرگز نہین ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قایم کیا تھا
تراویح کو بیچ بعض راتون کے اور نہین مواظبت کی اوپر اوسکے اور بعد اوسکے احداث کیا

اوسکو عمر نفع نے اہل السنۃ والجماعۃ ملجاء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم انہ قال فی شان رمضان فرض اللہ علیکم صیامہ وسننت لکم
قیامہ اور دلیل اہل سنّت وجماعت کی یہہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے بیچ شان رمضان کے فرض کیا اللہ تعالی جل شانہ نے روزہ
اور سنت کیا ہمنے واسطے تمہارے قیام اوسکا یعنی نماز تراویح وفیہ ایضاً وواظب
علیہا الخلفاء الراشدون وقال علیہ السّلام علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین من بعدی مواظبت کیا نماز تراویح پر خلفاء راشدین نے
اور کہا علیہ السلام نے لازم پکڑو اوپر اپنے سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی
بعد میرے وفیہ ایضاً انما لم یواظب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
خشیۃ ان یکتب علینا اور مواظبت نہین فرمائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بخوف فرضیت اوسکے اوپر ہم سب کے وفیہ ایضاً فثبت انہا سنۃ ویستحب
اداءها بالجماعۃ پس ثابت ہوا کہ نماز تراویح سنت اور مستحب ہے ادا اوسکا ساتھ
جماعت کے وفیہ ایضاً مقدار التراویح عند اصحابنا والشافعی رحمہم اللہ ماروی
الحسن عن ابی حنیفہ رح قال القیام فی شہر رمضان سنۃ لا ینبغی ترکہا یصلی اہل کل مسجد فی
مسجدہم کل لیلۃ سوی الوتر عشرین رکعۃ خمس ترویحات بعشر
تسلیمات یسلم فی کل رکعتین مقدار تراویح کے نزدیک اصحاب ہمارے
وامام شافعی کے وہ ہے کہ روایت کیا حسن نے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ سے کہا قیام بیچ شہر

رمضان کے سنت ہے نا رواہے ترک اسکا پڑہین اہل کل مسجد کے بیچ مسجد اپنی کی
ہر ایک رات سوائے وتر کے بیس رکعت پانچ ترویحہ کی ساتھہ دس سلام اور سلام پھیرے
بعد ہر دو رکعت کے وقال مالک رح ان یصلی ستة وثلاثین رکعة سوی
الوتر لما روی عن عمر وعلی رض انهما کانا یصلیان ستة وثلاثین رکعة
کہا مالک رحمہ اللہ نے پڑہے چہتیس ۳۶ رکعت سوائے وتر کے کیونکہ روایت کی گئی ہے
حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پڑہتے تھے ۳۶ رکعت حضرت
مولف نے اپنے رسالہ مین قاضیخان کا قول اوپر اور نیچے سے چہوڑکر بیچ کا فقرہ
وقال مالک سے لکہدیا ہے اوپر اور نیچے کی عبارت مفید مدعا نکر حضرت مولف
نے اوسکو حذف فرمایا ہے بعد اس عبارت کے قاضی خان لکہتے ہین ولنا ماروی
عن ابن عباس قال انه کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلی عشرین
رکعة فی شهر رمضان ثم کان یوتر بثلاث بعدها حضر رمضان بالدلیل
فالظاهر انه اراد به التراویح وهو المشهور من الصحابة والتابعین
رضوان الله علیهم اجمعین وما روی مالک رح غیر مشهور وهو
محمول علی انهما کانا یصلیان بین کل ترویحة اربع رکعات فرادی فرادی
کما هو مذهب اهل المدینة اس عبارت کو حضرت مولف نے ترک فرمایا ہے
مطلب اسکا یہہ ہے کہ دلیل واسطے بیس رکعت پڑہنے نماز تراویح کے امام ابی حنیفہ
کے نزدیک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پڑھتے تھے بیس رکعت بیچ شہر رمضان کے بعد اسکے تین رکعت وتر پڑھتے تھے
اور یہہ روایت مشہور ہے صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور جو روایت
امام مالک نے ۳۶ رکعت پڑھنے کی حضرت عمر و حضرت علی سے کی ہے غیر مشہور ہے
اور وہ محمول ہے اوپر اسکے کہ درمیان ہر ترویحہ کے چار چار رکعت علیحدہ علیحدہ
پڑھتے تھے نہ باجماعت اور اسطرح پر اہل مدینہ پڑھتے ہیں چھتیس رکعت کو پس چھتیس
رکعت پڑھنا تراویح کا باجماعت ثابت نہوا بلکہ سواے بیس رکعت کے اگر زیادہ
پڑھیگا تو نزدیک امام ابی حنیفہ رح مکروہ ہوگی بہ نسبت تصحیح قاضی خان کے کتاب
حموی میں یہہ لکھا ہے قال فی تصحیح القدوری للعلامۃ قاسم ان ما
یصححہ قاضی خان من الاقوال یکون مقدما علی تصحیح غیرہ لانہ کان
فقیہ النفس وهذا القول صححہ قاضی خان فینبغی اعتمادہ اب حضرت مولف کو
لازم ہے کہ قول فقیہ النفس ملاحظہ فرماکے سنت موکدہ ہونے بیس رکعت نماز تراویح
کے اقرار فرماویں قول نفحات رشیدی اور دیگر اقوال غیر مفتی بہ وغیر معمول بہ ہیں
کہ خلاف استقرار خلفاء ثلاثہ کے ہے نہ اٹھیں و بمقابلہ قول جمہور فقہا و اہل متون
کے قول صاحب فتح القدیر کو ترجیح نہ دیں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ جملہ فقہا نے
تلقی بقبول کیا ہے اور واسطے ثابت کرنے بیس رکعت تراویح کے آنحضرت سے
حجت اور دلیل لائے ہیں اور اصحاب حدیث نے باعث راوی ہونے ابن ابی شیبہ
کے اسکو ضعیف لکھا ہے واسطے تقویت اس حدیث کے چند امور قابل گذارش کے

حدیث مین اہل فضل و انصاف کے ہے اوّل یہہ ہے کہ فعل عمل و امر و استقرار
خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین
بیس رکعت پر واقع ہوا اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ کرام بہی اسی پر ہے دوم
تابعین نے بہی اسی پر عمل کیا و حدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین
بہی اسکی تائید کرتی ہے اور امام اعظم اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمہم اللہ کا بہی
یہی مذہب ہے کہ منتہی الارادات مین جو اون کے مذہب کی کتاب ہے لکھا ہے اور (امام احمد حنبل کے مذہب کی کتاب ہے)
امام مالک صاحب بہی اپنی کتاب موطا مین یزید بن رومان سے استقرار بیس رکعت
پڑہنے نماز تراویح کا زمانہ خلافت حضرت عمرؓ سے لکھتے ہین سوم شیخ عبد الحق
دہلوی شرح سفر السعادت مین لکھتے ہین حکم بصحت احادیث در زمان متاخرین
بر خلاف زمانہ سابق است چہ می تواند شد کہ حدیثے در زمان ایشان صحیح باشد
بسبب اجتماع شرائط و قبول رواة کہ واسطہ بودند میان ایشان حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس از ان از جہت رُوات دیگر کہ بعد از ان آمدند ضعفے پیدا شد
پس از حکم متاخرین محدثین بتضعیف حدیثے لازم نیاید ضعف وے در زمان ابی حنیفہ
الخ ما قال حاصل تقریر کا یہہ ہے کہ ہر گاہ حدیث مذکور کو قول و فعل صحابہ کرام
اور تابعین عظام سے تقویت ہوئی اور حکم تواتر و شہرت و حدوث حدیث کا
معتبر صدر اول مین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ یہہ حدیث زمانہ امام ابی حنیفہ رح
مین قوی تہی بعد اوسکے زمانہ متاخرین جو ضعف اسمین بسبب راوی کے پیدا ہوئے

اس سے ضعف کا زمانہ امام موصوف مین لازم نہین آتا کما لا یخفی اور جو حدیث کہ حضرت
عائشہ رضہ سے مروی ہے وہ حدیث عام ہے قیام رمضان و غیر رمضان دونونکو
شامل ہے خصوصیت قیام رمضان کی نہین ہے اگر تسلیم کیا جاوے تو یہہ عمل گیارہ
رکعت پڑھنے کا مع وتر کے ابتدا مین ہوا تہا بعد اوسکے ترک ہو کر استقرار اوپر
بیس رکعت پڑھنے کے سوائے وتر کے زمانہ حضرت عمر رضہ سے الی یومنا ھذا ہو آیا ہے
پس اس سے ثابت ہوا کہ بیس رکعت نماز تراویح فعل آنحضرت ہے اور نیز فعل اور
عمل خلفاء راشدین لہذا سنت موکدہ ہونا اسکا بموجب حدیث علیکم بسنتی
وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی ثابت ہوا اور عدم مواظبت
آنحضرت سے کہ باعث خوف فرضیت کے مواظبت نفرمائی یہہ بات لازم نہین
آتی کہ سنت موکدہ ہونے سے بہی خارج ہو جاوے دیکہو جو چیز اس درجہ اور
مرتبہ مین ہے کہ بعذر خوف فرضیت کے ترک کی گئی تو درجہ سنت موکدہ ہونے
سے کیونکر خارج ہو سکتی ہے اس نکتہ کو سمجہنا چاہئے منکر کی خاطر سے تعریف سنت
موکدہ جاتی رہی ہے ورنہ منکر سنت موکدہ ہونیکا نہو تا سنت موکدہ اوسکو کہتے ہین
کہ جسپر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو اور ترک
سے اوسکے گنہگاری ہو چنانچہ نماز تراویح شعائر دین سے ہے مثل نماز عید وغیرہ کے
ترک اسکا موجب گناہ ہے صاحب فتح القدیر کی تحریر پر مولف صاحب نے
بڑی دہوم دہام مچا رکہی ہے کل اوسکی عبارت پر خیال نہین کرتے اس مقام پر علامہ

موصوف نے لکہا ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ مبدء استقرار بیس رکعت نماز تراویح کا
زمانہ حضرت عمرؓ سے ہوا اور اسپر عمل زمانہ خلافت حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ
عنہما مین رہا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخوف فرضیت کے ترک فرمایا
اور گیارہ رکعت کا پڑہنا حضرت کا رمضان اور غیر رمضان مین صلوۃ اللیل اور
نہ زیادہ کرنا اس سے ثابت ہوا اور ابن عباس کی حدیث باعث راوی ہونے
ابن ابی شیبہ کے ضعیف لکہا ہے اور توفیق گیارہ رکعت پڑہنے او بیس رکعت
پڑہنے مین اسطرح پر کی ہے کہ ابتدا مین گیارہ رکعت تراویح پڑہی گئی اور بعد
اوسکے استقرار اوپر بیس رکعت کے ہوا اور ہونا نماز تراویح کا سنت او بیس رکعت
سنت خلفاء راشدین لکہا بعد اوسکے لکہتا ہے کہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین مستلزم اسکو نہین ہے کہ سنت خلفاء راشدین سنت علیہ السلام
بہی ہو کیونکہ سنت علیہ السلام باعث مواظبت علیہ السلام کی ہوتی ہے آنحضرت نے
نماز تراویح پر مواظبت نہین فرمائی ہے باعث خوف فرضیت کے ترک فرمایا ہے
اگر آنحضرت مواظبت فرماتے اور عذر نہوتا تو مواظبت گیارہ رکعت پر واقع ہوتی پس
ہوئین بیس رکعت مستحب اور اسی بیس سے آٹہہ رکعت سنت بعد اسکے لکہتا ہے کہ
ظاہر کلام مشائخ کا یہہ ہے کہ بیس رکعت سنت ہے اور مقتضاے دلیل وہ ہے
جو کہ ہمنے کہا پس بہتر وہ ہے جو عبارت قدوری کی ہے نہ وہ کہ ذکر کیا صاحب ہدایہ
نے اس باب مین فقط اب عبارت قدوری کی لکہی جاتی ہے اور بہی عبارت صاحب ہدایہ کی

بعد اسکے تحقیق مقتضائے دلیل کی لکھی جائیگی عبارت قدوری کی یہہ ہے یستحب ان یجمع الناس
فی رمضان بعد العشاء فیصلی بہم امامہم خمس ترویحات اور عبارت ہدایکی یہہ ہے
ذکر لفظ الاستحباب والاصح انہا سنۃ اور مضمرات شرح قدوری مین اسمقام پر
یہہ لکھا ہے نفس التراویح سنۃ واداؤہا بالجماعۃ مستحبۃ ولذلک قال
یستحب ان یجمع الناس اور جوہرہ شرح قدوری مین یہہ لکھا ہے قولہ
ویستحب ان یجمع الناس ذکرہ بلفظ الاستحباب والاصح ان
التراویح سنۃ مؤکدۃ لقولہ علیہ السلام سننت لکم قیامہ و
اراد الشیخ ان اداؤہا بالجماعۃ مستحبۃ ولذلک قال یستحب للناس
لم یقل یستحب التراویح اور رد المحتار مین لکھا ہے لامنافیہ قول القدوری
انہا مستحبۃ کما فہم فی الہدایۃ عنہ لانہ انما قال یستحب ان یجمع
الناس وہو یدل علی ان الاجتماع مستحب ولیس فیہ دلالۃ علی
ان التراویح مستحبۃ کذا فی العنایۃ شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد شاہ
عبدالعزیز قدس سرہما مصفا شرح موطا مین تسلی فرماتے ہین کہ این نماز سنت
موکدہ نزد اہل علم است اور نیز شرح مسوی مین قلمی فرماتے ہین سنۃ مؤکدۃ عند
اہل العلم یہہ سب اقوال فقہا اور محدثین صریح دلالت کرتے ہین کہ بیس رکعت نماز
تراویح سنت موکدہ ہے مستحب نہین ہے اور جو بعض نے مستحب لکھا ہے اوسکا
قول صحیح نہین ہے اور نہ اوسپر فتوی ہے مستحب سے مراد یہان پر وہی ہے

نزد جمہور فقہا نے لکھا ہے یعنی اجتماع مردم واسطے نماز تراویح کے مستحب ہے نہ نفس
تراویح اب بطور قلب وصف کے جواب مولف لکھا جاتا ہے صفحہ ۱۴ مین مولف صاحب
بحوالہ بحر الرائق کے قلمی فرماتے ہین قوله عشرون ركعة بيان لكميتها وهو قول
الجمهور لما في الموطا عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن
عمر بن الخطاب بثلث وعشرين ركعة وعليه عمل الناس اليوم شرقا
وغربا اور صفحہ ۱۸ اپنے رسالہ مین فتاوی عالمگیری سے نقل فرماتے ہین وفي نفس
التراويح سنة على الاعيان عندنا كما روى الحسن عن ابي حنيفة و
قيل مستحبة والاول اصح اور صفحہ ۱۹ مین جواہر اخلاطی سے نقل فرماتے
ہین هي سنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقيل هي سنة عمر والاول
اصح اسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ گو اصح سنت ہونا اسکا ہے اور اسی صفحہ مین کلام
امام نووی شرح مسلم سے بعد حذف دیگر عبارت کے جو مضر مدعا انکی ہے
صفحہ ۲۰ مین رقم فرماتے ہین مراد استحباب سے فعل خلفاء ثلثہ ہے اور مراد سنت
سے سنت غیر موکدہ ہے اور کلام نووی مین مراد استحباب سے سنت غیر موکدہ ہے
یہہ تحریر فرما کے اسی صفحہ مین لکھتے ہین کہ نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی نماز تہجد تھی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزدیک جمہور حنفیہ کے
فرض ہے تو مداومت آٹھہ رکعت پر نفلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
پائی نہ گئی تو سنت موکدہ ہونا اسکا کیونکر متحقق ہو سکتا ہے ثبوت سنت موکدہ ہونے

آٹھہ رکعت تراویح کا بہی دشوار ہے پہر صفحہ ۲۱ مین یہہ بہی لکہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عذر ترک مواظبت نفس تراویح سے نہین فرمایا ہے بلکہ ترک مواظبت جماعت
تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہوئی نہ بیس رکعت تراویح
کی صفحہ ۲۲ مین لکہتے ہین کہ رواج دینا بیس رکعت کو حضرت عمرؓ کا باختراع خود بطور ابتداع نہوگا
کوئی اصل وسند اوسکی قولی یا تقریری آنحضرت سے اون کے پاس ضرور ہوگی صفحہ ۴۴ خاتمہ مین لکہتے ہین کہ
بیس رکعت تراویح سے انکار نہین ہے ہم بیس رکعت تراویح کو مستحب اور سنت خلفاء راشدین اور صحابہ جانتے
ہین ہان سنت موکدہ ہونے مین بیس رکعت کے کلام ہے اور یہی مذہب ہے محققین
حنفیہ کا فقط اب اہل علم اور انصاف کی خدمت مین گذارش ہے کہ کلام مضطرب
اور مختلف اس مولف کو ملاحظہ فرماوین اور کلام حضرت مولف کو دیکہین کہ کیا کیا
رنگ رنگا ہے آخر کو امتوا کہلا اور اس اقرار اور انکار کے لطف کو اوٹہا دین
اگرچہ عنوان رسالہ ہذا مین ذکر اسکا ہوا ہے مگر بمضمون اس قول کے اذا تکرر
تقرر واول باخر نسبتے وارد اعادہ اوسکا کیا گیا اللہ تعالے حضرت مولف کی
عمر دراز کرے کہ بارہ صدی تک تو بارہ رکعت سے تخفیف کر راحت دی اور تیرہ
صدی کو پندرہ برس باقی ہین تہوڑے دنون مین انشاء اللہ تعالے بعد ختم ہونے
اس صدی کے ایک رکعت اور بہی کم ہو جاوے گی اور لوگون کو تخفیف تصدیع
ہوگی مولف صاحب کو بعد بارہ سو پچاسی ۱۲۸۵ برس ہجری کے وہ بات سوجہی ہے کہ
برعکس فعل خلفاء راشدین کے ہے یعنی حضرت عمرؓ نے بفراست منورہ اپنے

دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درباب قیام شہر رمضان کے
زیادہ ترغیب فرماتے تھے بیس رکعت پر استقرار فرمایا اور اوسی کو حضرت عثمان اور
حضرت علی رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ کرام نے پسند فرمایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس باب
مین سوگند یاد فرمائی قال عمر واللہ انی لارانی لو جمعت ھولاء علی قاری واحد
لکان امثل قسم ہے خدا کی ہر آئینہ دکھلایا جاتا ہے مجھے کہ اگر جمع کرون
ان سب کو اوپر ایک قاری کے تو بہتر ہوگا یہہ سوگند یاد فرمانا انکا دلیل صریح ہے
اوپر صواب ہونے رائے اونکے کی اور ہونے کوئی اصل بیس رکعت نماز
پڑھنے تراویح کے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاس اونکے
اگر اصل اسکی نہوتی تو آپ قسم یاد نفرماتے و دیگر خلفاء راشدین وصحابہ کرام اتباع
اوسکا نفرماتے حالانکہ یہہ بات ظاہر اور ثابت ہے کہ رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافق
وحی اور کتاب تھی اب ہر صورت سے ثابت ہوچکا کہ نماز تراویح بیس رکعت سنت
موکدہ ہے اور اسی پر فتوی جمہور علماء وفقہاء مذہب امام اعظم وامام شافعی وامام
احمد حنبل رضی اللہ عنہم کا ہے اور امام مالک نے موطا مین روایت یزید ابن رومان
سے اسی کی کی ہے پس قول صاحب فتح القدیر مقابلہ جمہور فقہا کے قابل فتوی نہین ہے
قال ابن عباس اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانوا اخیر ھذہ الامة
وابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا قوم اختارھم اللہ لصحبة
نبیه صلی اللہ ونقل دینه فتشبھوا باخلاقھم وطریقھم فھم کانوا

علی الہدی المستقیم اللہ تعالی ہم کو اور سب مسلمان بہایون کو اون کی اتباع
کی توفیق دے آمین ثم آمین عنوان رسالہ مین جو حضرت مولف نے تعریف بہ نسبت
جناب مسکی کی ہے واسطے ملاحظہ اہل علم کے جواب اوسکا قلمی ہوتا ہے
بلحاظ خلط مبحث کے کہ عادت مستمرہ حضرت مولف کی ہے کہ خلط مبحث فرماتے ہین
عنوان اس رسالہ مین جواب اسکا لکہا نہ گیا آخر مین لکہا جاتا ہے واضح ہو کہ اس عبارت
مین شرح درمختار وحاشیہ طحطاوی مین حضرت مولف اور حواشی ان کے سے
بحث ہتی اما الصلوۃ علی العجلۃ ان کان طرف العجلۃ علی الدابۃ و
هی تسیر او لا تسیر فهی صلوۃ علی الدابۃ فتجوز فی حالۃ العذر
المذکور فی التیمم لا فی غیرها ان لم یکن طرف العجلۃ علی الدابۃ جاز لو واقفۃ
قوله لو واقفۃ لا سائرۃ ولو کان بسیر نفسها بان کانت منحدرۃ او
بتسییر شخص لها اس عبارت مین یہہ بحث ہتی کہ عبارت لو واقفۃ مذکورۃ
درمختار شرط بسبیل خروج کلام مخرج عادت شارح سے واقع ہوئی
ہی یہہ قید تخصیص بالذکر نہین ہے کہ اس قید سے حکم ماعدا کا اسکے مختلف ہو
یعنی اسجگہہ پر بحث جواز و عدم جواز نماز فرض و واجب وسنت فجر اور ہونے
طرف گاڑی کے چارپایہ پر اور غیر چارپایہ پر ہے سیر و وقوف کچہہ بحث طلب
نہین ہے کیونکہ اگر سیر و وقوف کو اسمقام مین کچہہ اثر اور دخل ہوتا تو بجائے
ہونے طرف گاڑی کے اوپر دواب کے کہ وہ سیر کرے یا نہ کرے حکم عدم

جواز نماز کا بلحاظ ہونے اوسکے عجلہ پر نہو تا اسیطرح جبکہ طرف عجلہ کا اوپر چار پایہ
نہو دہ عجلہ اس حالت مین واقف ہو خواہ سایر ہو بانحدار خواہ بہ تسیر شخص تینون
حالت مین حکم اوسکا جواز صلوۃ مثل نماز کے اوپر تخت کے ہوگا بامداد حضرت مولف
کے بعض علماء نے اوّل بسم اللہ غلط کی ہے فرمانے لگے لو واقفۃً کی قید شارح
نے واسطے تخصیص بالذکر کے لگائی ہے اور یہہ تخصیص بالذکر مفید نفی عما عدا کا
بخشتی ہے یعنی جبکہ بحالت نہونے طرف عجلہ کے اوپر دواب کے اگر وقوف ہوگا
تو نماز جائز ہوگی اگر سیر بانحدار یا بہ تسیر ہوگا تو نماز ناجائز ہوگی اور اختلاف
حکم کا وقوف اور ان دونون حالت سیر مین ہوگا اوسکا جواب یہہ دیا گیا کہ لو واقفۃ
کی عبارت شارح سے بخیال متبادر ہونے عبارت متن کے عادۃً خارج ہوئی ہے
کیونکہ جب طرف عجلہ کا اوپر دواب کے نہو گا تو اکثر یہہ ہی ہے کہ وہ گاڑی
واقفہ ہوگی اور یہہ عبارت تخصیص بالذکر بموجب اصطلاح اصول فقہ کے نہین ہو سکتی
التخصیص فی الاصطلاح ھو قصر العام علی بعض مسمیاتہ بکلام مستقل
موصول فان لم یکن کلاما بل کان عقلاً او حساً او عادۃً او نحوہ
لم یکن تخصیصاً اصطلاحاً ولم یصر ظنیاً وکذا ان لم یکن مستقلا بل
کان بغایۃ او شرط او استثناء او صفۃ وسیجی تفاصیلہا وکذا ان
لم یکن موصولا بل کان متراخیاً لا یسمی تخصیصاً انتہی من
نور الانوار اور لو واقفۃ شرط ہے اور خارج ہوا ہے مخرج عادت کے

سیا
قصر

اور دلیل اس قید کی عدم فائدہ کی یہ ہے کہ سوائے صاحب درمختار اور شارح منیہ کی
استمام پر قید لو واقفۃ کی دوسرے فقہا نے نہین لگائی ہے چنانچہ رد المحتار مین لکھا ہے
قولہ لو واقفۃ کذا قیدہ فی شرح المنیہ ولم ارہ لغیرہ یعنی اذا کانت
العجلۃ علی الارض ولم یکن شیئاً منہا علی الدابۃ وانما الحبل مثلاً تجرہا
الدابۃ بہ تصح الصلوٰۃ علیہا لانہا حینئذ کالسریر الموضوع علی
الارض فمقتضی التعلیل انہا لو کانت سائرۃ فی ہذہ الحالۃ لا
تصح الصلوٰۃ علیہا بلا عذر وفیہ تامل لان جرہا بالحبل وہی
علی الارض لا تخرج بہ عن کونہا علی الارض ویفیدہ عبارۃ التاتارخانیہ
عن المحیط وہی لو صلی فی العجلۃ ان کان طرفہا علی الدابۃ وہی تسیر تجوز
فی حالۃ العذر لا فی غیرہا وان لم یکن طرفہا علی الدابۃ جازت و
ہو بمنزلۃ الصلوٰۃ علی السریر فقولہ وان لم یکن الخ یفید ما قلنا لانہ
راجع الی اصل المسئلۃ وقد قیدہا بقولہ وہی تسیر ولو کان الجواز
مقیداً بعدم السیر لقیدہ بہ فتامل لہذا عبارت لو واقفۃ کو اگر بطور
خروج مخرج عادت کے جانب شارح سے قرار دین تو کم کلام صاحب درمختار مخالف
کلام جمہور فقہا کے ہو اور اسی طرح کلام فقہا سے مفہوم روایت مین واقع ہوئے ہین
فی الحلبی قولہ من قصاص شعر الراس قال شراح الہدایۃ ہذا خرج مخرج
العادۃ والا فحد الوجہ من مبدء سطح الجبہۃ الی منتہی اللحیین

کان علیه شعر او لم یکن فی المضمرات ان اصابت الارض نجاسة
فجفت بالشمس اخرج الکلام مخرج العادة حتی لو جفت بالظل تکون الحکم
هکذا اور علاوہ اسکے لو واقفة مثل قول فقہا کے ہے بیچ باب صلوۃ خوف کے اذا
اشتد الخوف انتهی توهم اشتراط الخوف اشتداده ولیس کذالک
عند عامة المشائخ کما صرح به اکمل ولم یذکر هذا الشرط فی المبسوط و
المحیط والتحفة وغیرها بعض علماء جو مددگار حضرت مولف کے ہین اونہون نے
یہہ تقریر کی تہی کہ وقوف شرط شرعی ہے کیونکہ استقرار اوپر زمین کے شرط
صحت نماز کی ہے اوسکا جواب یہہ دیا گیا کہ مراد اس وقوف سے وقوف مصلی ہے
یا وقوف عجلہ اور اگر وقوف مصلی ہے تو گاڑی پر حاصل ہے کیونکہ وقوف
مصلی کا اوپر اوسکے کہ بیچ حکم زمین کے ہے مثل تخت وغیرہ کے وہ بیچ حکم وقوف
اوسی مصلی کے اوپر زمین کے ہے اسوقت مین گاڑی مذکور مثل تخت کے ہوگی
اور وقوف سے مراد وقوف عجلہ ہے تو اسحالت مین عجلہ مذکور مثل سریر مذکور
علی الارض کے ہے کیونکہ حاشیہ شامی مین لکہا ہے قرار اوسکا اوپر زمین کے جسوقت
مین کہ طرف عجلہ کا اوپر چارپایہ کے نہو نہین فوت ہوتا ہے اور استقرار سے
مراد ٹہیرنا زمین پر ہے اگر یہہ کہا جاے کہ جب گاڑی نے سیر کیا منفصلا یا ساتہہ
چلانے کسی شخص کو تو مکان بالضرور مختلف ہوگا اور اختلاف مکان مانع ہے صحت صلوۃ کو
پس کیونکر جائز ہوگی نماز ایسی شکل مین اوسکا جواب یہہ ہے کہ کتاب فقہ مین لکہا ہے

جوکہ سیر باختیار اصلی سوار کے نہین ہوتا ہے اوس سیر مین امکنہ مختلفہ مکان واحد
قرار دئے جاتے ہین لان الصلوۃ تجمع الاماکن اذ الحکم بصحت الصلوۃ
دلیل علی اتحاد المکان حضرت مولف اس تقریر کو نہ سمجھے اور اپنی طرف سے ایک
استفتاء موضوع ومخترع کرکے فتوی وسکا بعض علماء سے لکھوا کر چھپوایا اور
اس سے غافل رہے من ضحک ضحک لہذا مولف کو چاہیے کہ اب اسپر غور
فرماوین اور بنظر انصاف کے دیکھین کہ قابل ہنسی کے کون ہے نسخہ نور الہدی
سے ایک چمک بدیع پیدا تھی کہ مستزاد اوسپر نسخہ امداد السنت سے ایک نور انیت
صاحب تصنیف نے اور امداد فرمائی کہ کیفیت نور علی نور کی حاصل ہوئی خلاصہ
ف آغاز جواب رسالہ امداد السنۃ
ان دونون رسالون کا یہہ ہے کہ نماز تراویح نہ سنت رسول مقبول ہے نہ سنت خلفا
راشدین ہوسکتی ہے نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہجد تھی کہ وہ
حضرت صلعم پر بقول جمہور فرض تھی اسپر مواظبت نفلا آنحضرت سے واقع
نہین ہوئی کہ سنت موکدہ ہمیرہوا اور فعل خلفاے راشدین کو گو مواظبت اونکی
واقع ہوا وسکو فقہا سنت موکدہ نہین کہتے ہین بلکہ پڑھنا ہی حضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ
وحضرت علی رضی اللہ عنہم کا نماز تراویح ثابت نہین ہوا ہے اس تقریر وتحریر صاحب
رسالہ پر قصہ مسیلمہ متنبی وسجاح متنبہ کا یاد آیا کہ ان متنبیین کے زمانہ مین نماز وتر معاف
ہوگئی تھی صاحب رسالتین کے زمانہ مین نماز تراویح کی تکلیف سے تخفیف حاصل ہوئی
اللہ تعالی صاحب رسالہ کو سلامت رکھے کہ بڑی تکلیف سے راحت دی آیندہ اللہ

قوی ہے کہ رواہ کی تکلیف شدید سے بھی نجات ہو شعر برکنده چو منع تراویح از
جہان + از بہر روزہ دار تکلیف راحت است + تکلیف روزہ نیز شود دور زنده
باش + امداد ذات توجہ بدوران سلامت است مقتضائے دلیل فتح القدیر جو مدعی
اڑ رہا ہے اور جمہور مشائخ پر تخطیہ کر رہا ہے اور بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکا
جو فتوی حضرت عمر کے زمانہ سے استقرار پایا ہے اوسکو منسوخ کرنا چاہتا ہے
اپنے رسالہ جدیدہ مین برخلاف رسالہ قدیمہ کے اب منکر ہے کہ بیس رکعت تراویح
مواظبت خلفائے راشدین متحقق نہین ہے اور لکھتا ہے کہ کسی روایت صحیح سے
بیس رکعت پڑھنا حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا ثابت نہین
اور بہت سے کلام غیر نظام ایک دوسرے کے معارض اور مخالف ہین گویا دوکان
عطار ہے کہ ہر قسم کی دوا بیمار سے طبیب حاذق درکار ہے کہ نسخہ لکھکر حوالہ
مریض کے کرے اور دوکان مذکور سے دوا ہر مرض کی لیوے حاصل اس تقریر کا
یہہ ہے کہ حضرت مدعی کی کتاب سے کہ الفاظ الادویہ ہے جواب اون کے
کلام غیر نظام کا مسکت لکھا جا سکتا ہے کچھہ احتیاج نہین ہے کہ دوسری
کتاب کو دیکھے اور تکلیف روایت کتنی کی اوٹھاوے سبحان اللہ اچھی کتاب
جامع الجوامع ہے اگرچہ جواب لکھنا ایسی تحریر شتی کا محض بے سود اور تضییع
اوقات ہے جسقدر جواب اوپر لکھا گیا کافی ہے لیکن انشاء اللہ تعالی جواب اسکا
عند الفرصت لکھا جائیگا اور پیشکش کیا جائیگا مگر مقتضائے دلیل بر جو مدعی

اٹرتا ہے قدرے از بسیار سے لکھا جاتا ہے موافقاً لصاحب رد المحتار واضح
ہو کہ ثابت باقتضاے نص وہ معنی ہین کہ عمل کیا جاوے نص کا مگر بشرط ہونے
اس معنی کے مقدم اوپر نص کے کیونکہ یہہ معنی وہ امر ہے کہ مقتضی ہوا ہے
اوسکو نص واسطے صحت اوس معنی کے کہ متناول ہے اوسکو نص واسطے صحت مدلول
مطابق نص کے پس ہوئے یہہ معنی موقوف علیہ مضاف طرف نص کے بواسطہ اقتضا
کرنیوالے کے حاصل اسکا یہہ ہے کہ ثابت باقتضاے وہ معنی غیر مطابقی ہے کہ
مفہوم ہوتا ہے نظم سے بجہت اوس معنی مطابقی کے کہ مقصود نظم سے ہے صحیح
نہین ہوتا ہے مگر بعد تحقیق اوس معنی خارج کے جو منسوب ہوتا ہے یہہ معنی خارج طرف
اس نظم کے بجہت اسکے کہ صحت معنی نظم کے کہ مطابقی ہے بدون اس خارج کے
کہ صحیح نہو سکے پس نظم کو دال باقتضاء کہتے ہین اور اس دلالت کو اقتضا کہتے ہین
اور اس معنی موقوف کو کہ معنی مطابقی نظم کے ہے مقتضی بصیغہ اسم فاعل کہتے ہین اور اوس
معنی ثابت کو کہ موقوف علیہ ہے مقتضی بصیغہ اسم مفعول کہتے ہین اور جو کہ یہہ معنی
موقوف علیہ معنی نظم کے ہین پس ہوا یہہ مانند ثابت ساتھہ نص کے بیچ ایجاب حکم کے
اور علامت شناخت مقتضی اور محذوف کی یہہ ہے کہ صحیح [illegible] ہو ساتھہ ظہور اوسکے
ملفوظ نہووے اور محذوف برخلاف اسکے ہے اور نہین ہے عموم واسطے مقتضا
النص کے نزدیک ہمارے مثال مقتضی کی یہہ ہے قول اللہ تعالی فتحریر رقبة بین
آزاد کرنا مقتضی واسطے ملک کے ہے کہ یہہ مذکور آیہ نہین ہے گویا کہ کہا فتحریر رقبة

سا مذکور

مملوکة لکم یعنی آزاد کرنا بندہ مملوکہ اپنے کا کیونکہ آزاد کرنا بندہ غیر کا صحیح
نہین ہے پس تحریر رقبتہ مقتضی ہے اور مملوکتہ لکم مقتضی ہے اور حکم اوسکا
دہی ملک ثابت ہے بالمقتضی کہ وہ ثابت بالمقتضی ور ثابت بمقتضی مثل
ثابت کے ہے بدلالت نص کے مگر نزدیک معارضہ کے ترجیح دلالت النص کو
اوپر اقتضا کے ہوگی مثال اوسکی قول علیہ السلام واسطے حضرت عائشہ رضی عنہا
حتیہ ثم اقرضیہ ثم اغسلیہ بالماء یہہ حدیث باقتضاء النص کے دلالت
کرتی ہے کہ طہارت نجس کی بدون آب کے جائز نہین ہے یعنی اگر دوسری اشیاء
سیال سے مثل سرکہ وغیرہ کے دہووین تو تطہیر نجس کی نہو لیکن یہہ حدیث
بعینہ بدلالت النص دلالت کرتی ہے کہ غسل نجس کا ساتھہ مائعات کے جائز ہے
اور یہہ اس سبب سے ہے کہ معنی ماخوذ حدیث مذکور سے وہ چیز ہے کہ جانتے
ہین اوسکو ہر واحد وہ تطہیر ہے اور وہ حاصل ہوتی ہے ساتھہ آب اور دیگر
مائعات کے کیونکہ مقصود ازالہ نجاست ہے وہ جسطرح حاصل ہو جائز ہے
جب کہ یہہ بات تو نے معلوم کی تو اب تقریر اصل مطلوب کی کیجاتی ہے اور
وہ یہہ ہے کہ قول علیہ السلام علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین
المہدین عضوا علیہا بالنواجذ مین جو سنت الخلفاء الراشدین معطوف ہے
وہ دلیل واسطے سنت موکدہ ہونے بیس رکعت نماز تراویح باعث مواظبت
فرمانے خلفاء الراشدین یعنی اکثر اون کے کہ حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت

علی رضی اللہ عنہم مراد ہین نزدیک مشائخ فقہا مذہب امام اعظم رح کے ہے پس

یہہ حدیث دال ہے اس امر پر کہ جسپر مواظبت فرمائی آنحضرت نے بنفس نفیس خود

وہ سنت موکدہ آنحضرت کی ہے اور جسپر مواظبت فرمائی ہے خلفاء راشدین

نے وہ حسب حدیث ہذا کے سنت موکدہ خلفاء راشدین ہے اور امر شارع

علیہ السلام بہ نسبت التزام ہر دو سنت بحکم مساوی ہے ہر گاہ شارع علیہ السلام

نے سنت الخلفاء الراشدین پر اطلاق سنت کا فرمایا تو دائرہ سنت سے

خارج کرکے اسپر اطلاق استحباب کیونکر صحیح ہوسکتا ہے پس وہ جو لکھا ہے

صاحب فتح القدیر نے کہ ہونگی بیس رکعت تراویح مستحب خلاف نص شارع علیہ السلام

ہے اسصورت مین ہونگی بیس رکعت سنت خلفاء راشدین اور اوسمین سے

آٹھہ سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس حاصل ہوا اس مجموع سے ادا

سنت علیہ السلام اور بہی سنت خلفاء راشدین کی پس سیاق حدیث مستدعی

ہے کہ بیسون رکعت تراویح سنت موکدہ ہین نہ مستحب اس تقریر سے بموجب حدیث

کے صحت کلام مشائخ ان السنۃ عشرون رکعۃ ہوتی ہے اور جو صاحب

فتح القدیر نے بیسون رکعت کو مستحب ٹھہرایا ہے اوسکی وجہہ معلوم نہین ہوتی

اوسکے قول کی مطابقت حدیث موصوف سے نہین ہوتی ہے اور اسی وجہہ سے

صاحب رد المحتار نے جواب بمقتضاے دلیل کا دیا ہے اور اسی جگہہ ہے کہ تعریف

سنت کی فقہانے یہہ لکہی ہے دیکلا منع الترک انکان مما واظب علیہ الرسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او الخلفاء الراشدون من بعدہ فسنت و
الا فمندوب ونفل یہہ تعریف سنت کی کہ جو مندرج کتاب رد المحتار وغیرہ
ہے نظر مدعی سے ابتک نہین گذری ہے ورنہ منکر سنت موکدہ تراویح کا نہوتا
یہہ لکہنا مدعیکا کہ اصطلاح فقہاے حنفیہ مین سنت اوسیکو کہتے ہین کہ جسپر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو ساتہہ ترک بلا عذر
کے اور پہر اسی صفحہ ۵۴ اپنے رسالہ مین لکہاہے کہ جسپر خلفا نے مواظبت
فرمائی ہو اوسکو اصولین حنفیہ البتہ سنت کہتے ہین لیکن فقہاے حنفیہ اسکو
سنت نہین کہتے ہین محض قلت علم وعدم تتبع کتب فقہ سے ہے اور طرفہ یہہ ہے
کہ اسکلام مین مدعی کے اقرار وانکار دونون مندرج ہین اور آگے پیچہے کی خبر
نہین اور یہہ قول مدعی مندرج صفحہ ۵۵ و ۵۶ جمیعت دونون سنتون کی
تو آٹہہ رکعت مین ہے الخ سبحان اللہ مطلب ملا معلوم شد او رحال تبحر علم و ادب
منکشف ہوا ضاع العمر فی الادب ولم یتادب اسکا جواب کیا دیا جاوے سوا
بجز اسکے کہ (واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما) جبکہ جمعیت دونون
سنتون کی آٹہہ رکعت پڑہنے مین تسلیم کرتاہے اور اسی کو سنت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت خلفاے راشدین قرار دیتاہے اور تفرقہ
درمیان دونون سنتون کے نہین کرتاہے تو پہر اطلاق دو سنت کا شئے واحد پر
کرنا کس معنی کر ہوگا کیونکہ جو سنت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی

اور اوسیر صحابہ کرام نے عمل کیا ہوگا تو وہ سنت آنحضرت کی ٹہیر گئی خلفائے
راشدین کی چنانچہ تفرقہ اسکا مدعی خود کرچکا ہے کہ آٹھہ رکعت تراویح سنت
آنحضرت ہے اور بیس رکعت سنت خلفائے راشدین ہے اور اسمین سے
آٹھہ رکعت سنت اور بارہ مستحب ہین اور علاوہ اسکے کہ علیکم بسنتی و
سنۃ الخلفاء مین جو باہم معطوف و معطوف علیہ ہین باعتبار حکم کے ایک
ٹہیرینگے یا باعتبار ذات کے بھی اس سے معلوم ہوا کہ آیہ فاغسلوا وجوھکم
وایدیکم الی آیہ جو معطوف و معطوف علیہ ہین ایک سئے ہین سبحان اللہ
کیا کہنا ہے ابھی تک سر اور پاؤن کی خبر نہین ہوئی اور جب کہ واو عاطفہ
جمعیت کا لکہا گیا ہے اور مدعی بہی اوسکو تسلیم کرتا ہے کہ واو معطوف اور
معطوف علیہ دونون کی شرکت پر انتساب و تعلق مین دلالت کرتا ہے ترتیب
نفس الامر مین ہو پس اس صورت مین اگر ترتیب و معیت دونون سنتون کی ایک ماننی
مین ہو جاوے تو کیونکر مانع جمعیت ہوگا اور یہہ نہین لکہا گیا ہے کہ واو عاطفہ
یہان پر واسطے ترتیب و معیت کے ہے کہ اعتراض مدعی وارد ہو اور یہہ لکہنا
مدعی کا کہ جو شخص آٹھہ رکعت سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتا ہے
اور بیس رکعت کو سنت حضرت عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم خلفاے کے سمجھتا ہے
معہ اقرار اس امر کے اسی صفحہ مین پڑہنا خلفائے راشدین کا بھی بیس رکعت کو معلوم
نہین ہوتا ہے محض تہافت ہے اور واضح رہے کہ ان بیس رکعت پڑہنے مین

دونون سنت پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور بیس رکعت کے اعراض کرنے
اور سنت نجاننے سے اعراض خلفاے ثلثہ اور صریحاً قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم علیکم بسنتی سنۃ الخلفا سے لازم آتا ہے قولہ افترا کی
الخ جواب اسکا یہہ ہے کہ صفحہ ۸ رسالہ جدیدہ مین حضرت مولف تحریر فرماتے
ہین کہ جو ردالمحتار مین ہے کہ سنت موکدہ ہونا مروی ہے ابی حنیفہ سے تو قطع
نظر اسکے کہ یہہ روایت ہے ابی یوسف کی ابی حنیفہ سے کہ نقل کیا ہے اوسکو
اسد ابن عمرو نے اور روایت حسن بن ابی حنیفہ سے سنت ہونا تراویح کا
بدون قید موکدہ کے آیا ہے تو محتمل ہے کہ اسد ابن عمرو نے اپنے فہم
سے لفظ موکدہ کو بڑہا دیا ہووے فقط اب فرماے کہ یہہ بہتان اور
افترا و کذب ہے یا وہ جو روایت سنت ہونے بیس رکعت نماز تراویح کے
بموجب قول جمہور مشایخ اور فقہا کے نقل کی گئی ہے اور یہی مذہب اصح ہے
اور اسی پر عمل خلفاے ثلثہ کا زمانہ خلافت حضرت عمرؓ سے چلا آتا ہے
افترا و کذب ہے مثل مشہور صادق آئی دروغ گو ہم بروے تو حضرت توبہ
فرماے اور ایسی دریدہ دہنی اکابر پر نکیجیے اور روایت غیر مفتی بہ وغیر
معمول پر نہ اڑسے ولاکن حلم الکل کو بگوش اجابت سماعت فرماے
آگے اس سے سلام ہے اور خلاصۃ الفتاوی جو آپنے روایت لکھی ہے
اعلم ان للمشایخ اختلفوا فی کون التراویح سنۃ وانقطع الاختلاف

بروایت الحسن عن ابی حنیفه انها سنته روایت ینابیع و فتاوی عالمگیری
و شرح کنز للزیلعی و مستخلص شرح کنز ماثبت بالسنته و وقایته الروایته و مختصر
وقایه کنز الدقایق و کافی و نور الابصار و منافع و ارکان اربعه و جواہر
اخلاطی و محیط برہانی و سرخسی و رد المحتار و در المختار و منیة المصلی و موطاء امام مالک رح
و محلی و مسوی و مصفی و فقه اکبر ملا علی قاری و ہدایه و کفایه و عنایه
و [illegible] النظم و نور محمد و عصام و جوہره و فتاوی جنگ و قاضیخان وغیره کو
ملاحظه فرمایئے اور یه کہنا مدعی کا صفحه ۵۵ مین چونکه سنت آنحضرت
علیه الصلوة و التحیته آٹھه رکعت بدون کمی و زیادت کے تھین بیس
رکعت مین وه عدد مسنون جاتا رہا تو بیس رکعت پڑھنے سے ادا ے
سنت آنحضرت صلی الله علیه و سلم نہو گی عجیب و غریب ہے یہین سے حال
سمجھنے مطلب کلام صاحب فتح القدیر مدعی کا معلوم ہوا مدعی کو چاہیے
که اس قول صاحب فتح القدیر کو ملاحظه کرے فیکون العشرون مستحبا
وذلک القدر منها هو السنة ترجمه پس ہوگی بیس رکعت مستحب اور اوس قدر
اوسمین سے یعنی آٹھه رکعت سنت ہونگی اگر اس بیس رکعت پڑھنے سے
عدد مسنون جاتا رہتا تو صاحب فتح القدیر یہه نه لکھتا که بیس رکعت
مین سے آٹھه رکعت سنت ہے کلام مدعی اور صاحب فتح القدیر مین تعارض
واقع ہے مگر ہان یہه کہا جاے که مدعی بھی اپنے عہد کا مجتہد ہے یا مجتہد

ہاں وہ کوئی مدعی [illegible]
تحریر صاحب فتح ال[illegible]

بجای حظی مدعی کو چاہیئے کہ ایسے کلام سے توبہ کرے اور یہ نہ کہے کہ بیس
رکعت پڑہنے مین عدد مسنون جاتا رہتا ہے ادای سنت نہین ہوتی
ہے اس کلام سے اوسکے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت عمر و حضرت
عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم نے جو بیس رکعت پڑہنے کا استقرار کیا ہے
عدد مسنون آٹھہ رکعت پڑہنے کا اس بیس رکعت پڑہنے سے جاتا رہا ترک سنت آنحضرت
کا الزام صحابہ کرام پر وارد ہوگا اور مدعی پر الزام انکار خلفاء
ثلثہ کا عاید ہوگا اگر یہی مطلب ما فی الضمیر ہے تو آپ کو حنفی نکہین
تو ہمکو اوس سے کچہ تعرض نہین ہے اگر یہی حال مطلب نا فہمی کا ہے تو
بمقتضای دلیل کے معنی خوب سمجہے ہونگے اوپر اصحاب ذہن سلیم و
فہم مستقیم کے منکشف رہے کہ بالفعل قدرے از بسیارے و مشتے
نمونہ از خروارے خطایا رسالہ امداد السنۃ و نور الہدی لکہا جاتا
ہے قلت فرصت مانع ہے انشاء اللہ تعالیٰ وقت فرصت جواب باصواب
لکہہ کر بطور ہدیہ نظر سے گذرانا جائیگا صفحہ ۳ مین حضرت مدعی ترقیم
فرماتے ہین مخفی نرہے کہ راقم نفس قیام رمضان جسکو نماز تراویح
کہتے ہین بدون تخصیص و تعیین عدد رکعات کے سنت جانتا ہے اور
اوسی صفحہ مین بعد چند سطر کے لکہتے ہین کہ آٹھہ رکعت تراویح کو فعل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے اور بیس رکعت سنت خلفاء راشدین

ملمیات دو مضمون رسالہ
امداد السنۃ و نور الہدی

ہین کہ اسی پر آجتک عمل اتنا ہے اور صفحہ ۶ مین لکھتے ہین کہ ہرچند نفس تراویح
کو بہی سنت موکدہ کہنا بطور جمہور غلط ہے مخالف اصول کے لیکن
بیس رکعت کے سنت موکدہ کہنے سے اہون ہے بعد تہوڑی عبارت
کے لکھتے ہین کہ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تہے اور نماز تہجد
آنحضرت پر نزدیک جمہور کے فرض تہے پس تراویح نفل نہو گی کہ مواظبت
آنحضرت سے ہمارے لئے سنت ہوجاوے جبپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مواظبت نہو اس سنت کو مستحب بہی کہتے ہین اور یہہ سنت سنت
موکدہ نہین ہے گو مواظبت خلفا راشدین کی بہی اسپر ہو اور پہر لکھتے ہین
علاوہ اسکے بیس رکعت تراویح پر تو مواظبت خلفا راشدین کی بہی
متحقق نہین ہے اور صفحہ ۷ مین لکھتے ہین کہ جو درمختار سے نقل کیا ہے
اوسمین نفس تراویح کو سنت موکدہ کہا ہے اور عدد مختار تراویح
کا بیس رکعت کو بیان کیا ہے اور ردالمحتار مین جو بیس رکعت کا قول
جمہور اور معمول ناس مشرق اور مغرب مین ہونا مرقوم ہے تو مراد
اوسکی نفس عدد بیس رکعت ہے نہ سنت موکدہ ہونا اس عدد کا اور
صفحہ ۸ مین کہتے ہین کہ اسد بن عمر نے اپنی فہم سے لفظ موکدہ کو بڑہایا
پہر تحریر فرماتے ہین کہ ابو یوسف نے دو باتون کا سوال امام ابی حنیفہ
رح اللہ علیہ سے کیا تہا ایک اسکا کہ تراویح سنت ہے یا نہین دوسرے

اسکا کہ حضرت عمر نے جو بیس رکعت پڑہنے کا حکم دیا ہے تو یہہ اختراع
اونکا آیا مستند سنت سے ہے تو جواب امر پہلے کا امام نے یون دیا
کہ تراویح سنت موکدہ ہے اور جواب امر دوسرے کا امام نے یہہ
دیا کہ یہہ اختراع حضرت عمر نہین ہے بلکہ مستند سنت سے ہے گو روایت
اوسکی ہم تک نہین پہنچی ہے فقط اب اہل علم سے انصاف طلب ہے
کہ مدعی کی یہہ تحریر کہ نشئہ بخشش ہر صغیر و کبیر ہے حالت صحو مین ہے یا برعکس
اسکے کہ ایک کلام اوسکا دوسرے کلام کے معارض اور مخالف ہے
اور طرفہ تر یہہ ہے کہ صفحہ ۴۴ مین قلمی فرماتے ہین کہ راقم پڑہنے تراویح
کو سنت جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسپر ترغیب دلائی ہے
اور ارشاد کیا ہے کہ سننت لکم قیامہ یعنی سنت کیا ہے مینے تمہارے لیئے
قیام رمضان کا اور بیس رکعت کو عمدہ مستحبات سے سمجہتا ہے چنانچہ خود بہی
بیس ہی رکعت پڑہتا ہے لیکن آتہہ رکعت کے پڑہنے والے کو کہ بقصد
تشبہ و اقتدای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑہتا ہے ملام نہین جانتا
اب مین اس مدعی مقر اور منکر سے پوچہتا ہون کہ جب اوسکے نزدیک
تخصیص و تعیین عدد رکعات تراویح کی ثابت نہین تو عدد آٹہہ رکعت
تراویح کو کہان سے ثابت کرتا ہے اور رہرگاہ تراویح آنحضرت صلعم
کی نماز تہجد تہی اور نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نزدیک جمہور کے

فرض تھی اور نماز تہجد پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان وغیر
رمضان مین آٹھہ طرح پر کتب حدیث مین مروی ہے بیان اوسکا یہ ہے
نوع اول نو رکعت منجملہ اونکے تین وتر اور چھہ تہجد اور نوع دوم
تیرہ رکعت منجملہ اوسکے دو رکعت ہلکی اول مین اور بعد اوسکے دس
رکعت طویل ساتھہ پانچ سلام کے اور وتر ایک رکعت اور نوع سوم
تیرہ رکعت سوای دو رکعت سنت فجر کے اور نوع چہارم آٹھہ رکعت
ساتھہ چار سلام کے بعد اوسکے پانچ رکعت پڑھنے وتر کے ساتھہ ایک سلام کے
نوع پنجم نو رکعت متصل پڑھتے تھے آٹھوین رکعت پر بیٹھہ کر تشہد اور
دعا پڑھتے تھے اور بعد اوسکے نوین رکعت پر اوٹھہ کہڑے ہوتے تھے
اور پہر ایک رکعت وتر کی پڑھتے تھے نوع ششم سات رکعت پڑھتے تھے متصل چھٹی رکعت پر بیٹھتے تھے اور
قبل سلام کے اوٹھہ کہڑے ہوتے تھے اور ایک رکعت پڑھتے تھے اور سلام
کرتے تھے بعد اوسکے دو رکعت پڑھتے تھے بعد وتر کے بیٹھہ کر نوع ہفتم بیچ ہر دو
رکعت کے سلام کرتے تھے اور آخر مین تین رکعت ساتھہ ایک سلام کے
ادا فرماتے تھے حفاظ نے اس روایت مین طعن کیا ہے کیونکہ صحیح ابن حبان
مین باسناد صحیح ہے لا توتروا بثلث یعنی وتر نہ ادا کرو تین رکعت
وتر ادا کرو پانچ یا ساتھہ و تشبیہ نکرو ساتھہ نماز مغرب کے و حدیث
عائشہ رضی اللہ عنہا مین ہے ساتھہ اسناد صحیح کے کہ بیچ دو رکعت آخر کے

سلام فرماتے تھے بعد اوسکے ایک رکعت وتر ادا فرماتے تھے اور امام احمد حنبل رحمہ اللہ نے بھی اسی کو قوی کیا ہے اور اونکا مذہب بھی یہی ہے نوع ہشتم سنن نسائی مین ہے حذیفہ روایت کرتا ہے کہ ماہ رمضان مین ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑہتے شب کے رکوع مین حضرت نے اسقدر درنگ کے کہ قیام مین کی تھی اور یہہ تسبیح پڑہی تھی سبحان ربی العظیم بعد اسکے بیٹھے تھے رب اغفرلی مکرر فرماتے تھے جب چار رکعت نماز اسطرح پر ادا فرمائی بلال رضی اللہ عنہ نے اذان صبح کی کہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت و اعلام نماز صبح کا کیا ہر گاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادا فرمانا نماز تہجد بکیفیت مختلف بروایات صحیحہ از صحاح ستہ مروی ہے اور نماز وتر کا ادا فرمانا بھی بکیفیت مختلف مروی ہے تو تعین آٹھہ رکعت تراویح کہ وہی نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھی و تعیین تین رکعت وتر کی کس معنی کر کے ہے اور وجہہ ترجیح کی کیا ہے اگر باعتبار مذاہب اربعہ کے ہے تو آٹھہ رکعت پڑہنا نماز تراویح مذہب کسی امام کا ائمہ اربعہ سے نہین ہے اگر باعتبار اصحاب حدیث کے ہے تو وجہ ترجیح کی مدعی بیان کرے اور صفحہ ۵۴ مین جو مدعی یہہ لکھتا ہے کہ اسکا ہمکو انکار نہین ہے کہ کسی کتاب فقہ مین تراویح کا سنت موکدہ ہونا مرقوم نہین ہے مطلب ہمارا یہہ ہے کہ جسنے بیس رکعت تراویح کو سنت موکدہ ہونا لکھا ہے

اسکا کلام موافق اصول حنفیہ کے نہین ہے اور مقتضای دلیل اوسکا
خلاف پس فتوی دینا کسی مذہب والے کو اوس روایت پر کہ موافق
اوس مذہب کے اصول کے ہو اور مقتضای دلیل اوسکا خلاف ہونا چاہئے
اور جمہور فقہای حنفیہ کے کلام مین کہ صرف سنت ہونا مرقوم
ہے اوسکو محمول سنت غیر موکدہ پر کرنا چاہیئے تا کہ روایات موافق
اصول مذہب اوپر ادلہ کے ہو جائین ظاہرا قائل ہونا ساتھ سنت موکدہ
ہونے کے ناشی غلط فہمی کسی ایک شخص سے ہے اور اون نے بے تامل
بدون دلیل کے اقتضا اوسکا کر لیا ہے فقط محض براہ تعصب نافہمی و
بے ادبی کے ہے ہنوز مدعی کو تعریف سنت موکدہ کی معلوم نہین ہے
اور نہ اصول حنفیہ سے خبر ہے اور نہ مقتضائے دلیل سے واقف نہ اطلاق
سنت سے جہان پر مطلقاً لفظ سنت کا اطلاق کیا جاتا ہے آگاہ ہے اور
جن فقہا نے سنت موکدہ ہونا اسکا لکھا ہے اونکی بہ نسبت اطلاق کرنا
غلط فہمی کا ناشی خود غلط فہمی مدعی اور جہل مرکب مدعی سے ہے تصریح اس اجمال کی یہ ہے
کہ مدعی نے صفحہ ۴۵ مین لکھا ہے کہ جسپر خلفاء نے مواظبت فرمائی ہو
اوسکو اصولین حنفیہ البتہ سنت کہتے ہین ہرگاہ بقول مدعی اصولین
حنفیہ جسپر خلفاء نے مواظبت فرمائی ہو سنت کہتے ہین تو پھر لکھنا مدعی
کا یہہ کلام کہ جسنے بیس رکعت سنت تراویح کو سنت موکدہ لکھا ہے

اوسکا کلام اصول حنفیہ کے نہین ہے صریح خبط ہے اور سنت کی تعریف
مکرر ردالمحتار وغیرہ سے اوپر لکھی جاچکی ہے اوسکو دیکھیئے اور بے معنی
کلام پر اپنے مطلع ہووے صحیح کلام صاحب فتح القدیر مین جو مقتضای دلیل واقع
ہے اور اوسپر وہوم دہام مچا رہا ہے اوسکے معنی اب مدعی سے پوچھے
جاتے ہین مگر قبل پوچھے جانے معنی کے اس امر کا لکھنا ضرور ہے کہ زید ابن
ثابت رضہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا
کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ تمہارا عمل یعنی تراویح کیواسطے جمع ہونا یہانتک
کہ مینے گمان کیا کہ وہ تمپر قریب ہے کہ فرض ہوجاوے تو لازم پکڑو نماز
کو اپنی گہرون مین اسواسطے کہ بہتر نماز مرد کے اپنے گہر مین ہے مگر فرض
نماز یعنی فرض نماز مسجد مین افضل ہے مفصل حال یہہ ہے کہ حضرت نے
ایک سال رمضان مین مسجد کے اندر چٹائی کا حجرہ بنایا عبادت اور
اعتکاف کے واسطے حضرت نے اوسکے اندر رات کو تراویح کی نماز پڑہی
چند اصحاب بہی ساتھ ہوئے ایک رات مین لوگ مسجد مین بہت جمع ہوئے
حضرت نے اوس رات کو نماز نہ پڑہی اصحاب سمجھے کہ حضرت سوگئے بعضے
اصحاب کہانسنے لگے تا کہ حضرت جاگین اور نماز پڑہاوین تب حضرت نے
یہ حدیث فرمائی حضرت عمر فاروق نے اپنی خلافت مین تراویح کی
نماز مسجد مین جاری کی اسواسطے کہ نماز کی خوبی حضرت کے فعل سے

جواب مقتضاے دلیل

ثابت ہے صرف فرض ہونے کے خوف سے حضرت نے موقوف کروا دی تھی اور
حضرت کے بعد وحی موقوف ہوئی فرض ہونے کا ڈر نرہا سو تراویح حضرت عمرؓ
کی ایجاد نہین ہے بلکہ حضرت کی سنت ہے اور بسبب مواظبت خلفا ر
راشدین کے اوپر بیس رکعت کے خلفاء راشدین کی بھی سنت ہے
و حدیث علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین دلیل صریح اوپر سنت
موکدہ ہونے اس مقدار کے ہے اور صاحب فتح القدیر بھی اسکا اقرار کرتا ہے
بعد روایت اس حدیث کے یہ جو لکھا ہے کہ ندب الی سنتہم کے معنی مدعی
نے کیا سمجھے ہین کیونکہ درمیان مندوب اور مستحب اور نفل اور تطوع کے
حیثیات کا فرق ہے چنانچہ تحقیق اوسکی لکھی جاتی ہے یسمی مستحباً من حیث
ان الشارع یحبہ ویوثرہ ومسنوناً من حیث انہ بین ثوابہ و
فضیلتہ من ندب المیت وھو تعدید محاسنہ ونفلاً من حیث
انہ زاید علی الفرض والواجب فیزید بہ الثواب وتطوعاً من حیث
ان فاعلہ یفعلہ تبرعاً من غیر ان یومر بہ حتماً فقط یہان پر ندب سے
مصطلح فقہا تو مدعی نے مراد نہین لیا ہے بلکہ اوسکے معنی بولانے کے لکھا ہے
ندب الی سنتہم یعنی بولاتا ہے طرف اونکے سنت کے بیان پر یہ اعتراض
مدعی کے معنی پر وارد ہوتا ہے کہ حدیث مین علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین
دونون مذکور ہین اس صورت مین بلانا حضرت کا طرف سنت اپنی وسنت

خلفاء راشدین کی دونون مذکور ہین پس خاص کرنا صاحب فتح القدیر کا
صرف بلانا آنحضرت کا طرف سنت خلفاء راشدین کے کس معنی کرکے ہوگا
اور یہہ مذہب عام محمل اوپر خاص برخلاف سیاق حدیث کیونکر ہوگا
قوله ولا یستلزم کون ذالک سنة اور نہین مستلزم ہے یہہ اوسکے ہونیکو
سنت یہان پر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہہ عدم استلزام کہان سے پیدا ہوتا
ہے کیونکہ حدیث علیکم بسنتی الخ صریح بہ نسبت استلزام دونون سنتون
کے ہے غایت اسکی یہہ ہے کہ جسکو مواظبت آنحضرت نے فرمائی وہ سنت
آنحضرت صلعم کی ہوگی اور جسکو مواظبت خلفاء راشدین نے فرمائی ہے
وہ سنت خلفاء راشدین حسب حدیث مذکور کے ہوگی باعتبار اس
قاعدہ کے ہے القول مرجح علی الفعل یہہ تحریر صاحب فتح القدیر
علی فہم المدعی معارض حدیث مذکور کے ہے قوله اذ السنة ما واظبه
بنفسه اس لیئے کہ سنت وہ ہے کہ جسکو مواظبت فرمائی آنحضرت نے
بنفسه اسپر یہہ ایراد وارد ہے کہ جسکی مواظبت آنحضرت نے فرمائی
وہ سنت موکدہ آنحضرت کی ہوگی اور یہہ حدیث مقتضی اسکی ہے
کہ جسکی مواظبت خلفاء راشدین نے فرمائی ہے وہ سنت موکدہ خلفاء راشدین
ہوگی چنانچہ قول جمہور فقہا اسی پر صریح ہے التراویح سنة موکدة لمواظبة
الخلفاء الراشدین قال علیه السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء

الراشدین اور تعریف سنت کی اسیواسطے فقہانے یہہ لکھی ہے فی رد المحتار ولو
منع الترک ان کان مما واظب علیہ الرسول صلعم او الخلفاء الراشدون
فسنۃ پس تخصیص کرنا صاحب فتح القدیر کا تعریف سنت کو ساتھہ مواظبت آنحضرت
کی بنفسہ خلاف مذکورہ بالا کے ہے قولہ فیکون العشرون مستحبا وذلک
القدر منہا ہو السنۃ کالاربع بعد العشاء مستحبۃ ورکعتان منہا سنۃ
پس رہونگی بیس رکعت مستحب اسقدر اونمین سے یعنی آٹھہ رکعت سنت مؤکدہ
سنت مانند چار رکعت کے کہ بعد عشاء کے مستحب اور دو رکعتین اون چار مین
سے سنت اسپر یہہ ایراد وارد ہے کہ ہرگاہ بموجب حدیث بالا کے سنت ہونا
فعل آنحضرت و فعل خلفاء راشدین دونون کا ثابت ہے تو پھر تفرقہ سنت
اور استحباب کا جو صاحب فتح القدیر نے بیس رکعت مین استنباط کیا ہے اور فہم عمدہ کے قلیل
سے ہے قولہ وظاہر کلام المشایخ ان السنۃ عشرون اور ظاہر کلام مشایخ کا
یہہ ہے کہ سنت بیس رکعت ہین فقط یہی کلام مشایخ کا موافق دلیل یعنی
مطابق حدیث مذکور کے ہے کہ بیس رکعت سنت مؤکدہ بباعث مواظبت
خلفاء راشدین کے ہون اسی وجہ سے اسپر عمل آجتک شرقاً و غرباً ہے
و سوای اسکے متروک ہے قولہ یقتضی الدلیل ما قلنا چاہتی ہے دلیل اس
چیز کو کہ کہا ہمنے فقط اس جگہہ پر درمیان دلیل کہ عبارت و دلالۃ النص ہے
یعنی یقتضی بصیغہ اسم فاعل اور یقتضی بصیغہ اسم مفعول کہ عبارت

آٹھہ رکعت

سے ہی

۲۰۰۱ھ

اقتضای النص سے ہی تعارض واقع ہے پس بموجب قاعدہ اصول فقہ مصرحہ
بالا کے اس جگہہ پر دلالۃ النص کو ترجیح اوپر اقتضا کے دینا چاہیے تفریح اسکی
یہہ ہے کہ اقتضاے النص کہ عبارت دلالت التزامی سے ہے سے ہے مسلم مدعی ہے
کہ نماز تراویح اس قدر سنت ہو جو کہ رسول صلعم نے رمضان شریف مین پڑہی
نہین واسطے بصورت نہ ہونے عذر کے مواظبت اوسی پر واقع ہوتی اور عین حدیث
ہذا کہ دلالۃ النص سے دال اسپر ہے کہ جس فعل پر مواظبت خلفاء راشدین کی
واقع ہو وہ سنت موکدہ باعتبار کیفیت وکمیت کے ہو پس ہرگاہ مواظبت خلفا
راشدین کی اوپر نماز تراویح کے واقع ہوئی وہ باعتبار کمیت کے ۲۰ رکعت
ہے اور باعتبار کیفیت کے سنت موکدہ ہے تو صریح دلالت ہے کہ ۲۰ رکعت نماز
مع کمیت وکیفیت کے سنت موکدہ ہو پس درمیان مقتضی بصیغہ اسم فاعل
ومقتضی بصیغہ اسم مفعول تعارض واقع ہوا تو مقتضی کو ترجیح ہے جیسا کہ
ظاہر کلام مشایخ سے ثابت ہے نہ مقتضی الدلیل جیسا کہ صاحب فتح القدیر نے
خلاف ظاہر کلام مشایخ اور حدیث کے لکہا ہے اور بزعم مدعی کے پس دعوی مطابق دلیل کے
ثابت ہوا اور نماز تراویح ۲۰ رکعت سنت موکدہ ہوئی قولہ والاولی حینئذ
ماهو عبارة القدوري من قوله يستحب پس اولی اسوقت مین
وہ ہے جو عبارت قدوری کی ہے اوسکا قول مستحب ہے فقط اب مطابق کلام اہل
متون کے کہتا ہون مین پس بہتر وہ ہے جو کہا ہے مشایخ نے اور مراد

سلـ دلالت

سلـ مدعی کے

یستحب قول قدوری سے وہی ہے جو مضمرات اور جوہرہ شرح قدوری
وغیرہ مین لکہی ہے چنانچہ رد المحتار مین مذکور ہے ولاینافیہ قول القدوری
انہا مستحبۃ کما فہمہ فی الہدایۃ عنہ لانہ انما قال یستحب ان
یجتمع الناس وہو یدل علی ان الاجتماع مستحب ولیس فیہ دلالۃ
علی ان التراویح مستحبۃ کذا فی العنایۃ ذکر فی الاختیار ان ابا یوسف
سال ابا حنیفۃ عنہا وما فعلہ عمر فقال التراویح سنۃ موکدۃ ولم
یتخرجہ عمر من تلقاء نفسہ ولم یکن فیہ مبتدعا ولم یامر بہ الا عن
اصل لدیہ وعہد من رسول اللہ صلعم اور تعجب ہے کہ مدعی یہہ لکہتا ہے
کہ جہان پر سنت مطلقا بولی جاتی ہے وہان پر مراد سنت سے سنت غیر موکدہ
یعنے مستحب مراد لیتے ہین یہہ قول اوسکا محض بے اصل ہے اور خلاف مذاق
فقہا کے ہے اب مدعی کو چاہیئے کہ پہلے مستحب کے معنی کو سمجہے ہدایہ مین لکہتا ہے
ویستحب للمتوضی ان ینوی الطہارۃ فالنیۃ فی الوضوء سنۃ عندنا و
عند الشافعی رحمہ فرض یہان پر اطلاق استحباب کا نیت وضو پر ہے اور اس
استحباب سے مراد سنت موکدہ ہے اور شرح وقایہ مین ہے سنتہ اور اوسکے
تحت مین دہونا دونوہا تون کا تین مرتبہ اور تسمیہ اور مسواک اور مضمضہ اور
استنشاق اور ولا اور ترتیب اور اس سنت سے مراد سنت موکدہ ہے
اور لکہا ہے صاحب شرح وقایہ نے والدلیل علی کون الامور المذکورۃ

سنة مواظبة النبي صلعم من غير دليل على فرضيتها اور دليل اوپر
ہونے امور مذکور کے سنت مواظبت آنحضرت صلعم کے غیر دلیل سے او پر فرضیت
اوسکے ہے اور تمامی متون کتاب فقہ مین جہان پر مطلق سنت آئی ہے وہان
مراد سنت ہدی وسنت موکدہ لی گئی ہے اور مدنی جو مطلق سنت کو سنت
غیر موکدہ و مستحب لکھتا ہی اب تک اسکو واقفیت سنت و مستحب سے نہین
ہے ماثبت بالسنة مین لکھا ہے بیہقی نے روایت کی سند صحیح سے انہم
یقومون علی عہد عمر رض بعشرین رکعة وفی عہد عثمان وعلی رض
مثله یعنی صحابہ رسول صلعم کے قیام کرتے تھے یعنی پڑھتے تھے حضرت عمر رض
کی خلافت مین ۲۰ رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی رض کے وقت میں بھی
اسیطرح اور علمای حرمین یعنی مکہ و مدینہ کے عالمونکا بھی ہمیشہ سے اسی طور
پر عمل چلا آتا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح فارسی مین مشکوة شریف
کے جو لکھا ہے اوسکا ترجمہ یہہ ہے اور ابن شیبہ نے ابن عباس رض عنہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلعم نے جو نماز پڑھی بیس رکعت تھی اور بعد
حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال گذرا کہ ہر کوئی گھر مین
اپنے پڑہتا یا مسجد مین اور جب کچھہ زمانہ حضرت عمر رض عنہ کی خلافت کا
گذرا تب اُنہون نے لوگون کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سے پڑھنے کا حکم فرمایا اور نہایت المراد مین جامع الجوامع سے منقول

ہے کہ التراویح سنۃ مؤکدۃ ومن لم یرہا سنۃ مؤکدۃ فہو رافضي
یقاتل کمن لا یری الجماعۃ قال اھل السنۃ والجماعۃ انہا سنۃ
رسول اللہ صلعم صلاہا لیلتین وقد صلاہا رسول اللہ صلعم عشرین
رکعۃ بعشر تسلیمات ثم ترک مخافۃ ان تجب وکان لرسول اللہ صلعم و
اصحابہ حرص في قیام اللیل کان الرجل منہم یصلي مائۃ رکعۃ والکثر
وکذا في زمن ابي بکر رض فلما ظہر الکسل في زمان عمر رض خاف ان یندرس
فالصحابۃ اتفقوا معہ علی ان یصلوا الجماعۃ وزینوا المساجد بالقنادیل
ولم یکن علي رض حاضرا فلما رای الجماعۃ والقنادیل قال اقام اللہ امر
عمر کما اقام سنۃ نبینا فثبت وصح ان النبي صلعم صلاہا عشرین رکعۃ و
في الجملۃ سنۃ مؤکدۃ باجماع الصحابۃ تارکہا مبتدع غیر مقبول
الشہادۃ وہي سنۃ للرجال والنساء یعنی نہایت المرادین جامع الجوامع
سے جو حدیث کی معتبر کتاب ہے منقول ہے کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ
ہے اور جو کوئی اسکو سنت مؤکدہ اعتقاد نکرے تو وہ رافضی ہے مقاتلہ
کیا جاویگا اوسکے ساتھہ جیسا جماعت کو سنت مؤکدہ نجاننے والے کے ساتھہ
اور اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ یہہ تراویح سنت رسول صلعم کے
سے پڑہا تہا حضرت نے اوسکو دو رات اور بے شبہ حضرت نے تراویح
پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سے پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف سے واجب

سلـ
درس

ہوجانے کے یعنی اگر واجب ہو جاویگی تو امت پر مشکل پڑجاویگی اور ہمارے رسول اللہ
صلعم اور اونکے اصحاب کو بڑا شوق نماز پڑھنے مین رمضان کی رات کو
کوئی انمین سے سٹو رکعت پڑہتا اور کوئی زیادہ اور اسیطرح زمانہ مین
ابوبکر رض کے پڑھتے تھے پھر جب سستی ظاہر ہوئی عمر رض کے زمانہ مین
ڈرے سنت کے چھوٹنے سے تب اصحابون نے عمر رض کے ساتھہ اتفاق کیا
اسبات پر کہ تراویح کی نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلوں سے
آراستہ کرین اور اوسوقت حضرت علیؓ حاضر نہ تھے پھر جب اُنھون نے جماعت
اور قندیلین دیکھین فرمایا اللہ تعالی قایم رکھے عمر رض کے کامون کو جیسا اُنھون نے
قایم کیا ہمارے نبی کی سنت کو پس ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرتؐ نے تراویح کی
نماز بیس رکعت پڑہی اور حجت جو کتاب معتبر ہے اوسمین لکھا ہے کہ تراویح
سنت موکدہ ہے صحابہ کے اجماع سے اور ترک کرنے والا اوسکا بدعتی
ہے گواہی اوسکی قبول نہوگی اور وہ سنت ہے مردون اور عورتون کے
حق مین اور جب خلفاء راشدین نے اس نماز تراویح مین اسقدر اہتمام و
التزام کیا تو ہر شخص کے حق مین وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسے سنت پیغمبر خدا
صلعم کی امت پر سنت ہے ویسے ہی سنت خلفاء راشدین کی ہر کسی کے حق
مین سنت ہے جیساکہ مشکوۃ کے باب اعتصام مین لکھا ہے علیکم بسنتی
وسنت الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکو بہا وعضوا علیہا

باالنواجذ لازم پکڑو اپنی اور پر سنت ہماری اور سنت ہماری سب خلیفون کی کہ
رشد و ہدایت پائے ہوئے ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت
پکڑو ان سبکو ڈاڑہون سے اپنے فتاوی سراجیہ مین ہی التراویح سنة
وهی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات ولو ترك اهل بلدة
التراویح قاتلهم الامام علی ذلك آہ اس جگہہ پر ایک حدیث مؤید مقال
و مقتضی الحال مع شرح کی لکہی جاتی ہے اوسکو مدعی بامعان نظر و تعمق بصر دیکہے
اور اپنی غلطی و نافہمی پر مطلع ہو و اصرار و استبداد سے جوامر دین مین
خلاف تحقیق کے کرتا ہی باز آوے اور وہ حدیث یہہ ہی وعنه وہم
از عرباض بن ساریہ روایت است قال گفت صلی بنا رسول الله نماز گذارد
باما یعنے امامة کرد پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم ذات یوم یک روزے ثم اقبل
علینا بوجهه پس تو جہہ کرد بر ما بروے مبارک خود فوعظنا موعظة بلیغة
پس پند کرد مارا پند کردن سخت ترسان و موثر و قول بلیغ آنکہ مدلول و
مقصود برسد و بالغ نیکو و سرہ و بلیغ فصیح کہ بعبارت خود کنہ ضمیر را برسد
ذرفت منها العیون اشک ریخت ازان موعظہ چشمہا ذرف بذال معجمہ
رفتن اشک از چشم و وجلت منها القلوب و ترسید ازوی دلہا فقال رجل
پس گفت مردی یارسول الله کان هذه موعظة مودع گویا کہ این پند کسی است
کہ وداع کنندہ است چہ شخص در وقت وداع کردن از پند و نصیحت ہرچہ کہ

کردنی است چیزی فرو نگذارد و هرچه گفتنی است بگوید و دل ما از تصور وداع
و رحلت تو گرفته میشود و محزون میگردد فاوصنا پس وصیت کن ما را یعنی اندک
بکن نرم و آسان تا دل بیاساید و از جا نرود فقال اوصیکم بتقوی الله ای من
وصیت میکنم شمار را به پرهیزگاری و ترس از خدا والسمع والطاعة و امین
کردن حکم امراء و فرمانبرداری ایشان در انچه موافق حکم شرع بود و تنفاق کیا
جمع شود وان کان عبدا حبشیا واگرچه فرضا حاکم غلام حبشی بود و این مبا
است در اطاعت امرا والا بنده امیر نبود یکی از شرائط امارت آزادی است
و این چنانست که در حدیث آمده است که هرکه مسجدی بنا کند او را در بهشت
خانه بنا کنند اگرچه آن مسجد همچو آشیانه گنجشک بود و مسجد هرگز همچو آشیانه گنجشک
نباشد ولکن مقصود مبالغه است در خردی و تنگی و فرموده اند که بنده حبشی نایب
سلطان کبیر بود برین تقدیر اطاعت وی بفرموده سلطان واجب
گردد پس ازان علت سمع وطاعت امرا بیان فرموده بقول خود فانه من
یعش منکم بعدی زیرا که بدرستی که کسی میزید از شما بعد از من فیری اختلافا
کثیرا پس انجام است که به بیند اختلاف بسیار را در مردم و در سمع و طاعت
امرا امن است از فتنه که پیدا گردد از اختلاف و اشارت کرد بحفظ تقوی
بقول خود فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین پس لازم
گیرید بر خود سنت مراد سنت خلیفه های مرا که اهل رشد و رشاد و راه یافتگان اند

ا بدرزنی

ورشد و رشاد به سامان و به‌ره بودن خلاف علیؓ و مراد به خلفاى راشدین
خلفاے راشدین اند و هرکه بر سیرت ایشان برود موافق سنت عمل کند حکم
ایشان دارد نه هرکه بهوای نفس خود بدعتی پیدا کند و به حقیقت سنت
خلفاے راشدین رضی الله عنهم همان سنت پیغمبر است صلعم که در زمانه
آنحضرت صلعم شهرت نه یافته بود و بعد از وے در زمانه ایشان رواج یافته
و مشهور گشته و مضاف بایشان شده و چون مظنه آن بود که یکی آنرا بجهت
اضافت بایشان بدعت پندارد و رد کند و منکر گردد وصیت کرد باتباع
آن پس هرچه خلفاے راشدین بدان حکم کرده باشند اگرچه باجتهاد
و قیاس ایشان بود موافق سنت نبوی است و اطلاق بدعت بران
نتوان کرد چنانکه فرقه ضاله کنند پس ازان مبالغه کرد در وصیت باتباع
سنت و فرمود تمسکوا بها چنگ در زنید به سنت من و سنت خلفاے
راشدین و عضوا علیها بالنواجذ و سخت بزنید بر سنت دندانها را و محکم گیرید
آنرا و عض گزیدن و نواجذ چهار دندان در اقصاے دندانها که آنهارا
اضراس علم و اضراس عقل گویند ـــ مدعی جو آٹھ رکعت نماز تراویح کا پڑھنا
بعد استقرار امر اور بیس رکعت پڑھنی زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے حسب حدیث مروی بہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ حدیث بہ نسبت
رمضان و غیر رمضان ہر دو نون کے ہی جائز و روا رکھتا ہی اور آیا بر

ف سنت [illegible] سنت [illegible]

لطیفه حسب حال مدعی از حدیث

اٹھ رہا ہے اور فرمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مصلحت ہمین دیکھتا ہی
جیسے مصلحت رسول اکرم صلعم نی پسند فرمایا ہے مسنون ہی کہ زد و کوب
کیا جاوے توضیح اسکی یہہ ہی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی مشکوۃ شریف
مین روایت ہی خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ ہم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی
اللہ عنہم مع دیگر صحابہ گرداگرد حضرت رسول مقبول صلعم کے بیٹھے تھے حضرت
علیہ السلام ہمارے درمیان سی اوٹھہ گئے جبکہ تشریف لانیمین دیر ہوئی
ہم سبکو خوف ہوا کہ باعث تنہائی کے آپکو کوئی مکروہ پیش نہ آوے
پہلے مین واسطے تلاش آنحضرت صلعم کے نکلا اور حضرت کو ڈہونڈہتا پہرتا تہا
کہ بنی نجار کے باغ تک آیا اور اوسکی گرد دیوار تہی جگہہ جانیکے نہین ملتی تہی
اوسمین ایکراہ پانی جانیکی تہی اوسی راہ سے باغ مین گیا دیکہتا کیا ہون کہ
حضرت صلعم تشریف رکہتے تھے حضرت نی مجکو دیکہکر فرمایا کیون آئی ابا ہریرہ
بالکل حال مینے عرض کیا حضرت نے مجکو اپنی دونون نعلین عنایت فرمائین
کہ ان دونون نعلین کو لیجاؤ اور جس سے تیری ملاقات ہو باہر اس احاطہ باغ
کے درحالیکہ گواہی دیتا ہی ساتھہ الوہیت حق کے اور نبوت پیغمبر کے
درحالیکہ یقین کرنیوالا ہی دل اوسکا ساتھہ اس شہادت کے پس بشارت
دی اوسکو ساتھہ بہشت کے پس پہلے ملاقات میری حضرت عمر سے ہوئی پس
کہا عمر نے یہہ کیسی نعلین تیرے ہاتہہ مین ہین اے ابو ہریرہ کہا مینے کہ یہہ دونون نعلین

رسول صلعم کی ہین او بہیجا ہی محکوان نعلینون کے ساتہہ اس امر کو کہ جو
ملاقات کرے مجہسے اور گواہی دیتا ہی ساتہہ اس کلمہ کے بیقین دل اپنے
بشارت دون مین اسکو ساتہہ بہشت کے پس مارا عمرؓ نے درمیان دونون
پستان میری کے پس زمین پر گر پڑا مین چوتڑ کے بل پس کہا عمرؓ نے پہر جا پہر
پہر آیا مین پیغمبر صلعم کے پاس روتا ہوا اور پکارتا ہوا اور پیچہے میرے بلا توقف
حضرت عمر بہی تشریف لائے پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ کیون اسطرح
روتا ہے ای ابوہریرہ سینے سارا حال عرض کیا پس حضرت صلعم نے
حضرت عمر سے سبب مارنیکا پوچہا حضرت عمر نی عرض کیا کہ آپ نے ایسا فرمایا
ہی جیسا کہ ابوہریرہ نے کہا ہی حضرت نی فرمایا کہ ہان حضرت عمر نے عرض
کیا کہ ایسا حکم نفرماے کیونکہ مین ڈرتا ہون کہ تکیہ کرینگے لوگ اس بشارت
پر پس چہوڑ دیجے لوگون کو کہ عمل کرین فقال رسول اللہ صلعم فخلہم کہ جو تو
مصلحت بیچ چہوڑنے آدمیون کے دیکہتا ہی پس چہوڑ دی اور بشارت نہ دے
روایت کیا اسکو مسلم نے مدعیکو چاہیئے کہ اس حدیث کو بخوبی غور سے دیکہی
کہ مصلحت او رصواب بینی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور مین رسول مقبول
صلعم کے اس درجہ پر تہی کہ حضرت صلعم نے اپنی امر مبارک کو موقوف رکہا
اور صواب بینی و مصلحت اندیشی حضرت عمر کو راجح رکہا اور حضرت ابوہریرہ
ایسی اصحابی جلیل القدر کو کہ محض بفرمان آنحضرت صلعم و اسطے بشارت دینیکے

مامور ہوئے تھے مثل مشہور ہی کہ ایلچی راجہ زوال مارنا اونکا جایز رکھا
پس یہہ مدعی کس گنتی وشمار مین ہی کہ یہہ اختراع وایجاد کہ خلاف مصلحت
حضرت عمر رضہ ومحض بہوای نفسانی کے ہی کری قابل کس درجہ تعزیر کے
حسب الحکم حدیث تقریرنا حضرت صلعم کے ہی فافہم وتامل فیہ قولہ صفحہ ۴۶ مین سنت
موکدہ ہونا تراویح کا مخدوش ہی الخ اقول یہہ خدشہ بباعث قلت علم ناشی ہوا ہے
اور تفرقہ نکرنا درمیان نماز تہجد اور قیام رمضان کے ویسا ہی ہے
اوپر اسکے تصریح ہو چکی ہی قولہ تراویح کا سنت موکدہ ہونا صرف بعض کتب
حنفیہ مین ہی الخ اقول یہی اصح ہی قید لگانا کتب حنفیہ کا حسب مسلک قایل
کے بیکار ہی اور متون اور شروح کتب جمہور فقہا مین جو سنت ہونا لکھا ہی
وہ محمول اوپر سنت موکدہ کی ہی نہ اوپر مستحب کی بلکہ بعض جگہہ پر مستحب سی
بہی مراد سنت موکدہ ہی کہ تصحیح اسکی اوپر سند ہدایہ کے لکھی گئی ہے اور
قول مدعی بمقابلہ اکثر علما کہ اوپر اطلاق جمہور حنفیہ ہی قابل اعتماد نہین
للاکثر حکم الکل صاحب فتح القدیر وقاضی خان وغیرہ اسکو متوارث لکھتے ہین
اور تصحیح قاضی خان کی سب پر مقدم ہی اسکا حوالہ اوپر حموی سی لکھا گیا ہی اور
خود صاحب رسالہ صاحب رد المحتار سی تصحیح اسکی کرتا ہی اور خلاصۃ الفتاوی
سی انقطاع اختلاف بروایت حسن امام ابی حنیفہ سی نقل کرتا ہے پس نسبت
کذب ودروغ کے کرنا محض سخن بیفروغ ہی اور خود کلام صاحب رسالہ

مین دو پیمانہ آب ویک چمچہ دوغ ہی واسطی مستحب ہونے بیس رکعت نماز تراویح
کی مدعی قول امام نووی کو یعنی اتفق العلماء علی استحبابہا کو بڑی دلیل لاتا ہی
اور اس سی واقف نہین ہی کہ اس استحباب سی مراد سنت ہی چنانچہ اسی
امام نووی نے کتاب الاذکار مین فرمایا ہی اعلم ان التراویح سنت باتفاق
العلماء وہی عشرون رکعۃ انتہی ترجمہ جانو کہ تحقیق کہ تراویح سنت ہی
باتفاق علماء کے وہی بیس رکعت ہی پس خود قول امام نووی سے مراد
استحباب سے سنت ثابت ہی اور یہی امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
باب استحباب رکعتی سنت الفجر یعنے باب مستحب ہونے دو رکعت نماز سنت
فجر کا حالانکہ سنت فجر باتفاق حنفیہ سنت موکد ہی اب مدعی کو چاہیئے کہ ان
اقوال پر غور کرے اور مذاق استعمال لفظ استحباب سی واقف ہو +
قولہ اول یہہ افترا ہی اوپر حضرت عمر کے الخ اقول نہایت المراد او رجامع
سے اوپر تحقیق کی گئی ہی اوسکو دیکھیے اور مطلع اپنی بے علمی سے ہوجیئے دہنت
کلاب کی یاد رکہنا اور بات ہی اور علم ہونا اور بات ہی قولہ آٹھ رکعت
پڑھنے والی لاریب متبع سنت ہوئی اقول شاید آپکے سمجھ حضرت عمر رض وحضرت
علی رض وحضرت عثمان رضی اللہ عنہم ونیز حضرت ابی حنیفہ وحضرت امام مالک وامام
احمد وحضرت امام شافعی سے بڑھ گئی لاحول ولاقوۃ الا باللہ چہ نسبت خاک را با
عالم پاک حنفی بھی بنتے ہین اور خلاف حضرت امام اعظم کی کام بھی فرماتے

سہوا
تعبیر [illegible] کیا ہی

ایسی حنفیت جبلی کا اعتبار نہین + تیری وہ مثل ہی ای مصحفے نہ الی الذی نہ اولے
الذی قولہ تعیین عدد رکعات تراوح ان چیزون مین سے ہی کہ قیاس کو اوس مین
دخل نہین الخ اقول ای حضرت آپ توصفحہ ۴ مین لکھہ چکے ہین کہ قیام رمضان جسکو
نماز تراویح کہتی ہین بدون تعیین اور تخصیص عدد رکعات کے سنت جانتا ہون
اور اسی صفحہ مین پہر لکھتے ہین کہ آٹھہ رکعت تراویح کو سنت آنحضرت صلعم جانتا ہون
اور صفحہ ۶ مین لکھتے ہو کہ تراویح یا بیس رکعت تراویح کا سنت ہونا بمعنی
ایسی نفل کے کہ جسپر آنحضرت صلعم نے عبادۃً مواظبت فرمائی ہو متصور نہین
ہے اسلئے کہ تراویح آنحضرت صلعم کی نماز تہجد سے تہے اور نماز تہجد آنحضرت صلعم
پر نزدیک جمہور کی فرض ہتی پس تراویح نفل نہو گی کہ مواظبت آنحضرت صلعم سے
ہمارے لیے سنت ہو جای اور پہر اوسی صفحہ مین لکھتے ہو کہ یہہ سنت سنت موکدہ نہین ہے
گو مواظبت خلفاء راشدین کی بہی اُس پر ہو اور پہر اسی صفحہ مین لکہتی ہو علاوہ آٹھ کے بیس رکعت تراویح
پر تو مواظبت خلفاء راشدین کی بہی متحقق نہین ان ہفوات پر غور فرمایئے
کہ مورد ہفوات کون ہے اور بیچ فکر استیصال اور بیخ کنی نماز تراویح
کے کون ہی پہر آپ کو تعیین عدد سے کیا بحث ہی سنت آنحضرت کی جسب
تحقیق آپکے تو یہی ہے کہ دو تین رات پڑہ کر چہوڑ دیجیئے اور آئندہ بدعت کے
خیال سے نہ پڑہی کہ ما فی الضمیر اس تقریر سے یہی ثابت ہوتا ہی قولہ مراد
محققوں کی یہہ ہے کہ تراویح استحباباً بیس رکعت ہی نزدیک حنفیہ کے الخ اقول سبحان اللہ خوب مراد
محققون کی سمجہی اور رد المحتار پر خوب حاشیہ من تلقاء نفسہ لگایا ذکرت جوابہ
علی ما علقتہ علیہ کے مطلب کو خوب پہنچے اور طرفہ یہہ ہے کہ بطور

مذہب حنفیہ کی بحث ہی مالکیہ کی سند لاتے ہین برین ہم جو امام مالک رح
نے یزید ابن رومان سے اپنے موطا مین روایت کی ہے کہ زمانہ خلافت
حضرت عمر رض مین استقرار نماز تراویح کے پڑہنے کا اوپر بیس رکعت کے
ہوا ہی اور بیہقی نے اصحیح کی کہ بیس ۲۰ رکعت نماز تراویح خلافت حضرت عمر مین
پڑہی گئی مثل اسکے زمانہ حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم مین بہی
اسی پر عمل رہا کچہہ خیال نہین کرتے ہین مقتضے دلیل صاحب فتح القدیر
کا کہ وہ بمقابلہ ظاہر کلام مشایخ منقوض ہی و صاحب رد المحتار نے اوسکا
جواب لکہا ہی و خلاف صریح حدیث کے ہی بہولے ہین و قول غیر مفتے بہ
پر اڑے ہین آٹہہ رکعت پڑہنے نماز تراویح کا مذہب ائمہ اربعہ سے کسیکا
نہین ہی باوجود دعوی حنفیت کے ایجاد فقیر کرتے ہین قولہ قول تمام
علما مشرق اور غرب اور تمام فقہا اور کملا اور اولیا اور اقطاب اور
اوتاد کا اختیار کرنا بیس رکعت کو غیر مسلم ہی الخ اقول ای حضرت مشرق
سے غرب تک بیس رکعت پڑہنی نماز تراویح کا عمل حنفی مذہب و اون کا
صاحب بحر الرائق و رد المحتار تسلیم کرتا ہی اور نقل مقتضاے دلیل صاحب
فتح القدیر کی بہہ دونون اور صاحب طحطاوی لکہتا ہی مگر چار دن بزرگوار
پڑہنا آٹہہ رکعت تراویح کا اور اس پر عمل لوگون کا بیان نہین کرتے ہین
اور مقتضاے دلیل کا حال اوپر لکہا گیا ہی بمقابلہ قول جمہور مشایخ

حنفیہ کے ایک قول صاحب فتح القدیر پر کہ مخالف ظاہر کلام مشایخ اپنے
کی ہی قابل تسلیم اور فتوی دینے کی نہین ہی امام صاحب سے صریح نقل
ہے کہ امام نے نماز تراویح کو بیس رکعت سنت موکد فرمایا ہی اور
اسی پر عمل اونکا تہا اور اسی پر مذہب حنفیہ کا استقرار پایا ہی دو چار ورق
کے ملا آپ خود ہین مگر ہان فہرست کتابون کی زیادہ یاد ہین اگر علم سے ۴۹
بہرہ ہوتا تو آپ کی کلام مین تعارض سنتی اور مخالفت تنتری واقع نہوتا قولہ
بارہ سو برس سے پہلے ایک عالم بہی نہ عرب کا نہ عجم کا سنت موکدہ ہونے
بیس رکعت کا قائل ہوا الخ اقول ای صاحب یہہ تسلیم کرنا پہر کیسا ہان ظاہر
کلام بعض متاخرین فقہا سے یہہ مترشح تہا اور مواظبت بیس رکعت پر خلفا
راشدین کی کیسی تہے اور امام ابی حنیفہ نے بیس رکعت کو سنت موکدہ کیونکر
فرمایا اور قاضی خان نے تصحیح انہی بیس رکعت کی سنت موکد ہونیکے کیونکر کی
مگر ہان یہہ لوگ آپکے نزدیک صدر اول اور ثانی [۱] الثالث سے نہین ہین اور نہ
قاضی خان طبقہ سوم مجتہدین فی الروایت سے ہین اور مقتضاے دلیل سے
ان لوگون کو خبر نہ تہی آپ اس مقتضاے دلیل سے بعد بارہ سو چوراسی ۱۲۸۴
برس کے واقف ہوے اور فتوی آٹہہ رکعت پڑہنے کا دیا قولہ یہہ شخص
ایسا بیباک ہی کہ ابن ہمام و صاحب بحر الرائق و غیرہما علما محققین حنفیہ پر
کس طرح زبان درازی کرتا ہی اور انکو در پردہ رافضی بناتا ہی نعوذ باللہ منہ

[۱] اور ثالث

اقول حضرت بیباک آپ ہین اور جو کچھہ اطلاق ہی بہ نسبت آپکے مقید ہی
آپ نے صفحہ ۵۵ مین اپنے رسالہ کے لکھا ہی کہ بیس رکعت مین عدد مسنون
جاتا رہتا ہی تو بیس رکعت پڑھنے مین اداے سنت آنحضرت صلعم نہوگے
اور صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرایق اور طحاوی یہہ نہین لکھتے
ہین بلکہ وہ لکھتے ہین کہ بیس رکعت مستحب ہی اور اونمین سے آٹھہ
رکعت سنت اور بارہ رکعت مستحب ہین پس یہہ قول صریح دلالت کرتا ہی
کہ بیس رکعت پڑھنے مین نزدیک اونکے عدد مسنون بھی ادا ہوتی ہے
جیساکہ چار رکعت بعد عشاء کے پڑہین تو دو اونمین سنت ہونگے چنانچہ
خود ابن ہمام اسکی تصریح کرتا ہی اور خود مدعی ناقل اسکا ہی یہہ عجیب
نافہمی ہی کہ مقید کے اندر مطلق داخل نہین ہوا اور قلیل ضمن کثیر مین
نہ آوے اور بر خلاف صاحب فتح القدیر کے ایجاد جدید کرے اب
مدعی کو سمجھنا چاہیئے کہ اس تقریر بے توقیر سے اوسکے جن اکابر دین
نے کہ بیس رکعت تراویح پڑہین اوسے اداے مسنون جاتا رہا اور نماز
تراویح اوسکی نہین ہوئی رافضی بیس رکعت نماز تراویح کو احداث
عمری کہتے ہین اور پڑھنے نماز تراویح آنحضرت کے قائل ہوکر ترک
فرمانا آپکا کہتے ہین اور بعض رفاض سنت رجال بتلاتے ہین اور
مدعی تسلیمہ نماز تراویح آنحضرت صلعم نماز تہجد اور فرض ہوناماوسکا

حضرت پر اور عدم مواظبت نفلاً اور غیر موکدہ ہونا اسکا اور نہ مشتق
ہونا مواظبت خلفاء راشدین اور نہ پڑہنا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی
اللہ عنہم اور مواظبت خلفاء راشدین غیر مستلزم ہونا سنت کو اسکے
بدون مواظبت آنحضرت صلعم کے مکرراً اس رسالہ مین اپنی لکھہ چکے ہین اب
فرمائیے کہ رافضی کی کیا سینگ ہوتے ہین ای حضرت آپ تو رافضی سے
بھی بڑہ گئے مولانا حموی نے حاشیہ اشباہ مین اوسکو رد کیا ہی الخ اقول
آپ جیسا نفرمائے آپ نے تو صفحہ ۱۸ مین سنت خلفاء نماز تراویح کو نہین
فرماتے ہین اور نہ سنت خلفاء راشدین ثابت کرتے ہین بلکہ لکھتے ہین
کہ خلفاء کی مواظبت اسپر ثابت نہین ہوتی اور مواظبت خلفاء سے سنت
موکدہ ہونا اسکا لازم نہین آتا ہی جبتک کہ مواظبت آنحضرت کی بنفس نفیس
نفلاً نہو گو مواظبت خلفاء کے ہوا اوسکو سنت موکدہ نہین کہتے ہین طرفہ
حافظہ ہی کہ اوپر عدم مواظبت خلفاء راشدین کی بہ نسبت بیس رکعت تراویح
کے لکہہ چکے ہین اس صفحہ ۴۹ مین اپنے رسالہ کی تحریر فرماتی ہین حموی
نے لکھا ہی کہ تراویح بیس رکعت سنت عمر ہی اسلیئے کہ نبی علیہ السلام نے
نہین پڑہا ہی بیس رکعت کو بلکہ پڑہا ہی آٹھہ رکعت کو اور نہین مواظبت فرمائے
ہی اسپر اور حکم پڑہنے کا کیا ہی حضرت عمر نے بعد آنحضرت کے بیس
رکعت کا اور موافقت اسکی کی ہے صحابہ نے اور حموی مین جو یہہ

عبارت ہی وصلاہا عمر رض بعدہ عشرین ووافقہ الصحابۃ علی ذلک
معنی اسکے یہہ ہین کہ پڑہا ہی اوسی تراویح کو حضرت عمر رضؓ نے بعد نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے بیس رکعت اور موافقت کی ہی اونکی صحابہ نے اوپر اسی بیس رکعت
کے اسکے معنی آپنے واسطے ثبوت اس امر کے کہ حضرت عمر رضؓ اور صحابہ نے اسپر
مواظبت نہین کی اوسکا ترجمہ یہہ کیاہی کہ حکم پڑہنے کا کیا ہے حضرت عمر رضؓ
نے حالانکہ حضرت عمرؓ نے خود پڑہا ہے اور صحابہ نے موافقت کی ہی اور روایت جو مفید مدعا کے
ہی مفید مدعی ہی فتأمل فیہ تو یہ مدد و مضمون اس حدیث کی امثال مفتیان استفتاء التراویح ہین الخ اقول
مفتیان استفتاء التراویح ۲۰ رکعت نماز تراویح کو سنت موکدہ بموجب قول و
فعل خلفاء راشدین اور امام ابی حنیفہ اور نیز سواد اعظم فقہاء مذہب حنفی
کے جانتے ہین بعجواے علیکم بالسواد الاعظم وہ ہرگز مورد حدیث مذکور
کے نہین ہو سکتے ہی بلکہ مقتدی علیکم بسنت الحدیث کے ہین لیکن جو شخص
کہ اسکو سنت آنحضرت صلعم و سنت خلفاء راشدین نہین جانتا ہی خوف ہی
کہ وہ مورد حدیث مذکور کا نہو جاے اللہ تعالی اس کجی کو دل سے نکالی اور توفیق
رفیق عطا فرماوی کہ نفر فہ اہل سنت و جماعت اور رخنہ دین مین نہو قولہ
تراویح بیس رکعت ہی اور آٹہہ رکعت بہی ہی اور چہتیس رکعت بہی ہی حصر
بیس رکعت مین ممنوع ہی گو حنیفہ کے نزدیک عدد مستحب تراویح کا بیس ۲۰ رکعت ہے
اقول اسکے جواب کی کچھہ حاجت نہین ہے خود مدعی معترض بیس رکعت کا

فتأمل فیہ

بموجب مذہب حنفیہ کے ہی اور استحباب کا دعوی جیسا اوسکے گمان مین
ہی غلط ہی کہ اوپر تصریح اوسکی بخوبی ہو چکی ہے ہان اگر اس مستحب سے مراد
سنت موکدہ ہی جیسا کہ صاحب ہدایہ سنے درباب نیت طہارت وضو کے
لکہا ہی کہ ذکر اوسکا اوپر ہو چکا ہی تو البتہ ہو سکتا ہی اور جبکہ دعوی حنفیت
کا ہی تو پہر یہہ لکہنا اوسکا فضول ہی اور نزاع غیر معقول ہی قولہ کوئی
عمل ہمیشگی کرنے خلفا سے سنت ہو نہین سکتا جبتک کہ اوسپر مواظبت
آنحضرت صلعم کے ثابت نہو الخ اقول اوپر تحقیق اسکے کرات مرات لکہی گئی
ہی اوسکو ملاحظہ فرمائے وعلیکم بسنتي وسنت الخلفاء الراشدين
کی شرح جو محدثین سنے کی ہی ملاحظہ فرمائی اور قاضیخان کے فتاوی
کا حوالہ جو دیا ہی اوسکو اچہی طرح ملاحظہ کیجیے لا تقربوا الصلوۃ بحذف
انتم سکاری کی عنت ربود نکیجیے قولہ اس حدیث کے معنی مین کئی احتمال
ہین اول اس حدیث مین ایجاب استحبابی ہے پس اسی سنت خلفاء
راشدین کا مندوب اور مستحب ہونا ثابت ہی نہ سنت موکدہ ہونا الخ اقول
اس حدیث مین خوب احتمال ثلاثہ باجتہاد طبیعی اپنی پیدا کئی ہین وانتموا
عن الله تکلیفہ، واقصد واخیر الکلم سبحان اللہ اجتہاد سے اپنے اچہا ایجاب
استحبابی نکالا ہی اسکی تعریف مجتہد جدید کو کرنی چاہیئے فقہاے اصولین
کو یہہ تقسیم امر کی نسوجہی تہی کہ داخل اصول کرتے اگر حضرت مجتہد ایجاب

استحبابی کے قائل ہین تو بیس رکعت نماز تراویح کو جو مستحب ٹھہراتے ہین تو
اسکے ایجاب کی کہ ایجاب اور سنت موکدہ مین تھوڑا سا فرق ہی قائل ہو جائین
تو کچھہ نزاع نہین ہی اور کیون نہ اس مستحب کی سنت موکدہ ہونیکے قائل
ہونگے خود ایجاب استحبابی لکھہ چکے ہین لیکن باوجود قائل ہونے ایجاب
استحبابی کے یہہ لکھا کہ سنت خلفاء راشدین کا مندوب و مستحب ہونا ثابت
ہی نہ سنت موکدہ ہونا خلاف ایجاب استحبابی کے ہی اگر مزعوم اس زاعم کے
سنت خلفاء راشدین بموجب حدیث ہذا کے مندوب و مستحب قرار دیجاوی
تو قباحت صریح ہی اول یہہ ہی کہ یہان پر کیا ضرورت داعی تھی کہ صریح لفظ
سنت منطوق کو اوپر مستحب کے حمل کیا ہی دوم مستحب خلفاء راشدین و مستحب
آنحضرت مین کیا تفرقہ ہوگا سوم اس حدیث مین دو سنت واقع ہی باعتبار
معطوف علیہ و معطوف کے ایک حکم چاہیئے ایک کو سنت پر حمل کرنا اور دوسری
کو مستحب پر حمل کرنا ایک بام اور دو ہوا کیونکر متصور ہوگی اور یہہ لکھنا مدعی
کا تاکد اوس سنت آنحضرت کا جسپر آپکی مواظبت ہو اور دلیل سے ثابت ہی
نہ اس حدیث سے غلط ہے کیونکہ یہہ حدیث علیکم بسنتی آلخ اخیر موعظت
اور وصیت آنحضرت کی ہی اور دستور ہی کہ وصیت مین زیادہ تر اہتمام اور
تاکید ملحوظ ہوتی ہی اس حدیث مین لفظ علیکم تمسکوا وعضوا علیہا بالنواجذ دلیل
صریح اوپر تاکید اور تشدید امر کے ہی اور دوسرا احتمال جو مدعی نے نسبت

معنے اس حدیث کے لکھا ہی کہ لازم پکڑو میرے طریقہ کو اور خلفاء راشدین
کے طریقہ کو بطوریکہ ہو فرض کو بطور فرض کے اور واجب کو بطور واجب
کے اور سنت کو بطور سنت کے اور مستحب کو بطور مستحب کے اب مدعی سے
یہہ پوچھتا ہون کہ آپ نے تراویح کو نماز تہجد آنحضرت کے ٹھہرائی وہ باعث
فرض کے ہم سب پر سنت نہین ہوسکتی اور خلفاء راشدین کا پڑہنا اور مواظبت
فرمانیکے ہی مقر نہین ہین تو یہہ تراویح بقول آپکے بی اصل ٹھہری مستحب کیونکر
ہوگی اور بصورت سنت کی سنت اور پر طریقہ کے باعتبار معطوف ومعطوف علیہ کے
دو طریقہ ہونگے اور یہہ طریقہ کے واسطے فرض و واجب و سنت و مستحب علیحدہ
علیحدہ ہونگے یہہ کلیہ غیر مسلم ہی علاوہ اسکے طریقہ خلفاء راشدین عین طریقہ
آنحضرت صلعم ہی اور خلفاء راشدین پیرو ہین اور احتمال ثالث کو جو اسطرح
پر لکھتا ہی کہ لفظ سنت کا بعد سنتی کے سنت الخلفاء راشدین مین معرفہ سے
نہ اعادہ کیا گیا ہی بعد معرفہ کے تو بموجب قاعدہ اصول کے المعرفة
اذا اعیدت معرفة کانت الثانیة عین الاولی تو خصم کہہ سکتا ہی کہ
مراد سنت خلفاء راشدین سی وہ سنت ہی کہ سنت آنحضرت کی ہی ہو جواب
اسکا یہہ ہی کہ یہان پر اعادہ معرفہ کا مثل فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا
کے طور پر اعادہ معرفہ کا اسمقام پر نہین ہی فتامل فیہ اور علاوہ اسکے یہہ جواب
ہی کہ اوپر لکھا ہیچ شرح اس حدیث کے اشعة اللمعات سے لکھا گیا ہی کہ سنت

خلفاء راشدین دراصل سنت آنحضرت صلعم ہے باعث رواج دینے خلفاء
راشدین کے اوس سنت کو نسبت اور اضافت طرف اس سنت خلفاء راشدین کے
کی گئی ہے پس اس صورت مین بیس رکعات نماز تراویح جسپر مواظبت
خلفاء راشدین کی واقع ہوئی ہی عین سنت آنحضرت کی ہی اس صورت مین
بہ تسلیم قول مدعی کے کچھہ محذور لازم نہین آتا ہے فلا تغفل فانہ دقیق
یہہ اعتراض مدعی جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ الخلفاء جمع محلی باللام واسطے
استغراق کے ہی اور حضرت ابوبکر صدیق رض کے قول اور فعل اور تقریر
سے بیست رکعت ثابت نہین تو بیس رکعت سنت ساری خلفاء کی نہین ہوئی
جواب اسکا اولاً یہہ ہی کہ شاید ذہن مدعی سی یہہ حدیث متفق علیہ زید
ابن ثابت کی جاتی رہی ہے ما زال بکم الذی رأیت من صنیعکم حتی
خشیت ان یکتب علیکم ولو کُتِبَ ما قمتم بہ فصلُّوا ایہا الناس فی
بیوتکم ثانیاً یہہ ہی کہ حضرت مؤلف رسالہ کو قواعد اصول فقہ کی خبر نہین ہے،
ورنہ ایسے اعتراض رکیک لا یعبأ بہ کہ مضحکہ خیز اطفال ہین نہ فرماتے تصریح
اسکی یہہ ہے کہ نور الانوار وغیرہ مین لکھا ہے فان لم یستقم العہد بان لم
یکن ثمہ افراد معہودۃ او لم یجز ذکرہ فی ما سبق حمل علی الجنس فیحتمل
الادنی او الکل علی حسب قابلیۃ المقام آلخ اور اس مقام پر الف لام جمع
کا داخل ہی بموجب قاعدہ کے اعتبار جمعیت کا جاتا رہی گا لیسقط عتبار

بلبہ

الجميعة اذا دخلت على الجمع عملاً بالدليلين چنانچہ بعد اسکے لکھا ہے
اما اذا کان على الجمع فثمرة عمومه انه يسقط معنى الجمع فلا يكون اقله
الثلث اذ لو بقي جمعاً لم يظهر للام فائدة اذ لا عهد ولا استغراق ولا
جنس فيجب ان يحمل على الجنس ليكون ما دون الثلثة معمولاً للجنس
وما فوقه للجمع اب مدعی کو لازم ہی کہ اس قاعدہ پر غور کر کے اپنی رکاکت
اعتراض پر مطلع ہو حاصل اسکا یہہ ہی کہ جب اس مقام پر الف لام جمع پر
داخل ہی تو حمل اسکو اوپر جنس کے کرنا چاہیئے کہ تمامی خلفاء راشدین و
نیز اکثر خلفاء راشدین کو شامل رہی اسی جگہہ سی ہی کہ معنی مواظبت خلفاء
راشدین کی بلفظ تغلیبا اکثر ہم لکھا ہی کہ فتح القدیر اور رد المحتار سے سند اسکے
اوپر لکھی گئی ہے پس اعتراض واہی تباہی تمامہ مرتفع ہو گیا اور مدعا ثابت
ہو گیا قولہ بیان ثواب قیام رمضان کا البتہ حدیث صحیح صحاح مین ایا ہے
اور بیان ثواب بیس رکعت تراویح کا کہین صحاح مین نہین آیا ہے اور نفس
قیام رمضان محل نزاع نہین ہے بلکہ محل نزاع بیس رکعت تراویح ہے
اقول آپ یہہ نفرماسے آپ نی تو اپنے رسالہ مولفہ مین قیام رمضان کو تہجد
نماز فرض انحضرت ٹہرایا ہے اور مواظبت خلفاء راشدین کی غیر ثابت اور بغیر
مواظبت کے ہونا سنت موکدہ بمرات وکرات لکھہ چکے ہین کیا سخن ہمیں ہے
کہ ثواب قیام رمضان کا مطلقاً تو تسلیم کیا جاسے اور ثواب بیس رکعت

لا عهد

قیام رمضان کا تسلیم کیا جاے اور حدیث من قام رمضان ایمانًا واحتسابًا
غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر کہ ترغیب دہندہ قیام رمضان تو ہے
اور بیس رکعت پڑہنی نماز تراویح کو حسب فہم مدعی کے مستثنے اگری باوجودیکہ
فعل آنحضرت بموجب قول فقہاء اور فعل خلفاء راشدین ٹہری سبحان اللہ
اچہا ذہن سلیم اور فہم مستقیم ہے شاید مواظبت خلفاء راشدین سے ثواب
مین اسکے کمی بخیال مدعی آئی ہے قولہ تعداد بیس رکعت اور انسکے تقرر پر
اجماع ہونے سی مراد کیا ہے اگر مراد یہہ ہے کہ جواز اس عدد کا بالاجماع
ثابت ہی قطع نظر کلام کے ثبوت اجماع مین سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا اس
اجماع سے ثابت ہو نہین سکتا اور اگر مراد یہہ ہی کہ سنت موکدہ بیس رکعت کا
بالاجماع ثابت ہی تو صریح البطلان ہے الخ اقول اسکا جواب کئی جگہہ لکہا
گیا ہی اوسکو دیکہیے جیسکے غیر واحد الاجماع علی سنیتہا المواظبۃ علیہا
وقعت فی اثناء خلافت عمر رضہ و وافقہ علی ذلک عامۃ الصحابۃ و
من بعدھم الی یوم ھذا بلا نکیر ھکذا فی رد المحتار و فی در المختار
التراویح سنۃ موکدۃ لمواظبت الخلفاء الراشدین للرجال والنساء
اجماعًا اور رافضی البتہ کہتی ہین کہ یہہ سنت ہرگز نہین ہے لانھم اھل بدعۃ
یتبعون اھوائھم لا یعولون علی کتاب ولا سنۃ چاہیئے کہ سنت موکدہ
ہونی بیس رکعت تراویح کی قائل ہو جائین اور اجماع کا اسکے اقرار کرین

احتسابًا

مستثنے

سنیتہا

ورنہ اور کچھہ مظنہ ہوگا قولہ ان بزرگ کو اسقدر معلوم نہین ہی کہ صاحب
فتح القدیر پہلے تہا یا صاحب بحر الرائق اقول انکو ہیت کچھہ معلوم نہین ہے
ایجاب استحبابی کو ایجاد کیا ہے اور اور بہتری خطائین کی ہین کہ تحریر بالا سے
حال اوسکا منکشف ہی ہرگاہ پیر دانشمند سے خطا ہوے اور لوگ کس حساب
مین ہین قولہ یہہ دلیل غیر شدید لکہہ دینا اوسکو کہ جو باعتبار مقتضای دلیل
ثابت ہی آلخ اقول مقتضای دلیل کا جواب باصواب اوپر لکہا ہی اوسکو
ملاحظہ فرماے قولہ کس کتاب معتبر مین لکہا ہے کہ نہین فتویٰ دیا ہے اسپر
کسی نے فقہا مین سے بے محابا بدون دیکہے معتبرات کا حوالہ دیدینا بجز جہل
کے اور کیا ہے آلخ اقول جہل اسّی بڑہ کے کیا ہوگا کہ کثرت روایات کا
اعتبار نکرین اور مقتضای دلیل کہ جسپر کسی نے فتویٰ نہین دیا دوڑین
سچہہ کہا ہے شیخ سعدی نی شعر ز جاہل حذر کردن اولی بود + کز و ننگ
دنیا و عقبیٰ بود + اور تیرہ[۱۳] موین صدی مین فتویٰ دینے کو مستعد ہوئی ہین
اور دامن کوہ مین بو علی سینا بن بیٹہی ہین قولہ صفحہ ۱۶۱ اپنی رسالہ مین
قطع نظر اسکے کہ صرف مواظبت خلفاء راشدین سے ثابت نہین ہوتا ہے
چہ جاے کہ مواظبت اونکی بیس رکعت پر ثابت ہو ہان حضرت عمر رض عنہ
نے ساتہہ پڑھنے بیس رکعت کے البتہ امر فرمایا ہے آلخ اقول جواب ۳۲
قول فاسد کا خود تحریر مدعی سی ظاہر ہوگیا امر فرمانا حضرت عمر رض کا بہ نسبت

بیس رکعت تراویح کے تسلیم کرتا ہے اور اسی کے اوپر یعنی بیس رکعت پڑہنی نماز تراویح کا استقرار صحابہ کرام کے زمانہ مین واقع ہوا کہ الی یومنا ہذا عمل اسے برے گیارہ رکعت پڑہنی اور پڑہانے کا حکم جو پہلے ہوا تہا جاتا رہا مذکور اسکا چند جگہہ پر ہوا ہے القول مرجح علی الفعل کے قاعدہ سے آجتک مدعی کو خبر نہین ہے اور ظاہر ہے فعل خلاف قول کے کیونکر عظماء دین سے ہوسکتا ہے قولہ اس قول مین تین وجہ سے کلام ہی الخ اقول تثلیث شاید بہت پسند خاطر ہے کہ اعادہ اسکا بار بار ہوتا ہے تعجب ہی کہ مدعی قاعدہ اصول فقہ کو خلاف محل پر حمل کرتا ہے اعتراض غیر وارد کو وارد کرتا ہے اور کچہہ خیال نہین کہ علماء نامدار جو اسکو دیکہین گے کیا کہین گے ضمیر ہے عشرون رکعۃ کی صاف راجع طرف التراویح سنۃ موکدۃ کے ہے اوسکو مانند انزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب پر بقیاس فاسد حمل کرتا ہے اور زبردستے لکہتا ہی کہ محل نزاع مین فقدان یعنی سنت موکدہ بیس رکعت نہ ہونے مین قرینہ ہے اسپر کہ مراد ہے یعنی ہی عشرون رکعۃ مین تراویح سنت موکدہ نہین ہی باوجودیکہ مواظبت خلفاء راشدین کے ہنگام استقرار امر سے اسی بیس رکعت پر ہوئی اور اسی پر عمل ہے اور قول مفتی بہ اسے واضح ہی خواہ مخواہ اسی پر اصرار کر رہا ہے اور اڑ رہا ہے اس قول کو صاحب رد المحتار کے ہو قول الجمہور وعلیہ عمل الناس شرقا وغربا دیز نکرہ

قاعداً الزیادة تاکدھا حتی قیل لا تقصر ای قیاساً علی روایة الحسن
عن الامام فی سنة الفجر لان کلاً منہما سنة موکدة الخ وفی موضع اخر
عزاہ المصنف فی المنح الی باب التراویح من الخانیة اقول والذی
فی الخانیة ھناک لو صلت التراویح قاعدة قیل لا یجوز بلا عذر لما
روی الحسن عن ابی حنیفہ لو صلے سنت الفجر قاعداً بلا عذر لا یجوز
وکذا التراویح لان کلاً منہما سنة موکدة
والفرق ان سنة الفجر سنة موکدة بلا خلاف والتراویح دونہا
فی التاکد انتہی اب مدعی کو چاہیئے کہ اسپر لحاظ کرے کہ دو رکعت نماز سنت
فجر سب سنتون سی نہایت موکدہ ہین حتے کہ اسکے وجوب کے قائل ہوئے
ہین بعد سنت فجر کے نماز تراویح اور دیگر سنن موکدہ کا مرتبہ ہے پس عدم
قابلیت سنت موکدہ ہونے بیس رکعت نماز تراویح کے خلاف مسئلہ متفق یہ
کی ہے قولہ درصفحہ ۲ اپنے رسالہ مین باقی رہا یہہ امر کہ بعض کتب فقہ مین
جو سنت ہونے تراویح کو بمقابلہ استحباب اصح لکھا ہے تو مراد وہان مستحب
سے ما احبہ السلف ہے نہ وہ کہ سنت ہونا اوسکا آنحضرت کے فعل یا قول
یا تقریر سے ثابت ہو لیکن مواظبت آپکے اوسپر نفلاً نہو پس مراد اصحاب کتب
کی یہہ ہے کہ اصح یہہ ہے کہ تراویح سنت آنحضرت ہے اسلیئے کہ خود آنحضرت
نے اوسکو سنت فرمایا حیث قال سننت لکم قیامہ یعنے سنت کیا مینے

تمہارے لئے قیام رمضان کا اول اولاً یہہ کلام مدعی کا نہایت خبط
بے ربط و مہمل واقع ہے اسمقام پر تعریف سنت موکدہ و مستحب و مندوب
کے حسب تصحیح نقل مدعے کے لکھنا چاہیئے بعد اوسکے حال نافہمی مدعی کا
لکھنا چاہیئے وہ یہہ ہے کہ مدعی نے صفحہ ۱۲ مین لکہا ہی کہ تعریف سنت کے فقہ حنفیہ مین
یہہ ہے کہ سنت یعنی موکدہ وہ ہے کہ مواظبت فرمائی آنحضرتؐ نے اوسکے
فعل پر ساتہہ کچہہ ترک کے بلا عذر پس کہا فقہاے حنفیہ نے ساتہہ کچہہ ترک
کے بلا عذر یعنی اس قید کو بڑہایا تاکہ لازم آوے ہونا اوسکا یعنی اوس
فعل کا جسپر مواظبت کی گئی ہو بدون واجب ہونیکے آپ کے اسلیے کہ واجب
نہین رخصت ہی اوسکے ترک مین بدون عذر کے اور نہین پوشیدہ ہی
نہ شامل ہونا اس تعریف کا ساری سنتون کے لیئے اور وہ چیز کہ نہین مواظبت
فرمائی ہے آنحضرت نے اوسکے فعل پر وہ مندوب ہی اور مستحب ہے فقط
الحاصل جو چیز کہ مواظبت فرمائی ہے نبی صلعم نے اوسکے فعل پر ساتہہ کچہہ ترک
کے بلا عذر سنت ہے اور جسپر مواظبت نفرمائی ہو وہ مستحب ہے پس یہہ تعریف
سنت اور مستحب کی جو مدعی نے نقل کے ہی اوسی یہہ ثابت ہی کہ جسپر آنحضرت
نے نفلاً مواظبت فرمائی ہے اور بلا عذر کبہی چہوڑ دیا ہی وہ سنت موکدہ
ہے اور جسپر مواظبت نہین فرمائی ہے وہ مستحب ہی پس یہہ تعریف اوسی
سنت اور مستحب کو شامل ہی کہ جو فعل آنحضرت سی ہو اور سوای اسکے

جو امر کہ فعل یا قول صحابہ سے ہوگا اوسکو سنت اور مستحب نہ کہین گے پس
یہہ لکہنا مدعی کا کہ مراد مستحب سی ما احبہ السلف ہی نہ وہ کہ سنت ہونا اوسکا
آنحضرت کے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہو محض بے دلیل ہے اور نور الانوار
مین لکہا ہے ان المستحب ما احبه العلماء وهذا ما اعتاد به
النبی علیه السلام یعنے بہ تحقیق مستحب وہ ہی کہ دوست رکہا ہو اوسکو علما
نے اور یہہ وہ چیز ہے کہ عادت پکڑی ہو ساتہ اوسکے نبی علیہ السلام نے
اور وہ تعریف جو کہ مدعی نے لکہی ہے سوای طریقہ نبی علیہ السلام کے غیر نبی
علیہ السلام یعنی سنت صحابہ رض کو شامل نہین ہی حالانکہ بولی جاتی ہے سنت
ابی بکر و سنت عمر و سنت خلفاء راشدین کو ہی اور دو قسم سنت کے
اصول فقہ مین لکہی ہے مطلق سنت کی تقسیم ہی وهی نوعان ای مطلق
السنت التی مضے تعریفها و حکمها علی نوعین الاول سنت الهدی
تارکها یستوجب اساءة کالجماعة والاذان والثانی الزوائد تارکها لا یستوجب اساءة کسیر النبی
علیه السلام فی لباسه وقعوده وقیامه والرابع النفل وهو ما یثاب المرء علی فعله ولا یعاقب علی ترکه
یعنی وہی دو طرح ہے ای مطلق سنت کہ گذری تعریف اوسکے دو طرح ہے
اول سنت موکدہ ہے کہ تارک اوسکا سزاوار گناہ کے ہوتا ہے مثل جماعت
اور اذان کے اور دوسری سنت زوائد ہے کہ تارک اوسکا مستوجب گناہ
اور ملامت نہین ہوتا مثل خصلت نبی صلعم کے بیچ لباس اور بیٹہنے اور اٹہنے کے

اور چوتھا نفل ہے اور وہ وہ چیز ہے کہ ثواب دیا جاوے آدمی اوپر فعل
اوسکے اور نہ عقاب کیا جاوے اوپر ترک اوسکے پس مدعی نے جو یہہ لکھا ہی
بعض کتب فقہ مین جو اصح سنت ہونے تراویح کو بمقابلہ استحباب کے لکھا ہی مراد
وہان مستحب سی ما احبہ السلف ہے نہ وہ کہ سنت ہونا اوسکا آنحضرت کے قول
یا فعل یا تقریر سے ثابت ہو لیکن مواظبت اوسپر آپکے نفلاً نہو پس مراد اصحاب
اون کتب کی یہہ ہے کہ اصح یہہ ہی کہ تراویح سنت آنحضرت ہے اسلیئے کہ خود آنحضرت
نے اسکو سنت فرمایا ہے حیث قال سننت لکم قیامہ یعنی سنت کہا ہی
مینے تمہاری لئی قیام رمضان کو باوجود اقرار ہونے سنت کے تاویلات مہملہ
رکیکہ کرتے ہین اور طحطاوی سی جو مفید اس مقام کی ہی واسطے رد قول مدعی
کے لکھا جاتا ہے اوسکو دیکھے اور اپنی غلطی پر واقف ہو الشرط فی الموکدة
مواظبة مع ترک ولو حکماً لکن شان الشروط لا تذکر فی التعاریف
قوله ولو حکماً لعدم الانکار علی من لم یفعل لانه ینزل منزلة الترک
حقیقة فدخل الاعتکاف فی العشر الاخیر من رمضان لانه علیه
السلام وان واظب علیه من غیر ترک ومقتضاها وجوب الا
عتکاف لکن لما لم ینکر علیه الصلوة والسلام علی من لم یعتکف کان ذلک
منزلا منزلة الترک حقیقة والمراد ایضاً المواظبة ولو حکماً لتدخل
التراویح فانه صلی الله علیه وسلم بین العذر فی التخلف عنها و

هو خوف ان تفرض علينا الخ ابو السعود قوله در المختار مین ہے وترات
فی رسالة اداب المفتی اذا ذیلت روایة فی کتاب معتمد بالاصح او الاولی
او الاوفق ونحوها فله ان یفتی بها وبمخالفها ایضا ایا شاء یعنی پہر دیکہا
مینے رسالہ اداب مفتی مین کہ جب تذئیل کیجاے کوئی روایت کسی کتاب معتمد
مین ساتہہ لفظ اصح کے یا اولی کے یا اوفق کے یا ساتہہ اسکے مانند کے پس
جایز ہے مفتی کے لئی کہ فتوی دے ساتہہ اوس روایت کے اور ساتہہ مخالف
اوس روایت کے بہی جسکے ساتہہ چاہے بالجملہ بیس رکعت تراویح کو مستحب
کہنا کسی کتاب کی کتب فقہ معتبرہ حنفیہ مین سے مخالف نہین ہے اول سبحان اللہ
در المختار کو واسطے فتوی دینے اپنی بقول مرجوح سند لاتے ہین لیکن وہ جو
یہہ لکہتا ہی کہ تراویح سنت موکدہ بیس رکعت ہی اوسکو حجت نہین پکڑتے قلم
دوات کا غذ لیئے بقول مرجوح فتوی لکہنے کو مستعد بیٹہی ہین اور رسالہ لکہہ ہی
ہین اور اس قول سے صاحب در المختار کے خبر نہین رکہتی وہ یہہ ہی ان
الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق الاجماع وان الحکم الملفق
باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا وهو
المختار فی المذهب خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ حکم دینا اور فتوی لکہنا ساتہہ قول
مرجوح کے جہالت اور پہاڑنا اجماع کا ہی اور حکم ملفق باطل ہے بالاجماع
اور رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کے باطل ہے اتفاقا اور یہی مختار ہے

مذہب مین اگر آپکو مذہب کی قید نہین ہے اور مقلد نہو تو صاف صاف
حال مذہب کا اپنی بتلاو و تقیہ نکرو کہ لوگ دہوکے مین نہ پڑین چونکہ مدعی نے
آپکو حنفی لکھا ہی اور خلاف قول امام ابی حنیفہ رح کے بیس رکعت نماز تراویح کو
سنت موکدہ نہین جانتا ہے لہذا یہہ تحریر بطور تنبیہ الغافلین کے کی گئی اور
مدعی جو بمقابلہ در المختار کے آپکو مفتی جانکر فتوی تراویح آٹھہ رکعت وغیرہ پڑہنے
کا کہ عین حکم ملفق ہی دیتا ہی محض خطا فاش اوسکی ہے مدعی کو لازم ہے کہ
جو امر صریح الحق ہے اور سواد اعظم فقہا و علماء اوسکو اصح کہتے ہین و فتوی
دیتے ہین اوسکو دانت سے مضبوط پکڑے خرق اجماع خلاف سواد اعظم علماء
و فقہا نکرے علیکم بالسواد الاعظم پر نگاہ رکہے امور غیر مفتے بہ کہ مہجور و متروک
جمہور ہے مدعی کو ہرگز منصب فتوی دینے کا اوسکے حاصل نہین ہے اپکو
مفتے نہ تصور کرے اور علاوہ اسکے لفظ اصح یہان پر بمعنی صحیح ہے چنانچہ حموی
لکھتا ہی وماذکرہ المصنف من ان التراویح سنۃ وھو الصحیح نص
علیہ فی الظہیریۃ وغیرھا اور اصح بمعنی صحیح کے عینی نے شرح بخاری
مین لکھا ہے لکن ابن سیرین ان یقول فاتتنا الصلوٰۃ وقول النبی صلعم
اصح لیس المراد منہ افعل التفضیل حتے یلزم منہ ان یکون قول ابن
سیرین صحیحا ولیس کذلک وانما المراد بالاصح الصحیح وہذا الکلام تعلے
ابن سیرین الخ حموی شرح اشباہ والنظائر مین

اور یہہ ہے صاحب اشباہ نے تراویح کو بیس رکعت سنت راتبہ سی
قرار دیا ہے واضح ہو طبقات فقہاء کے سات ہین اول طبقہ وہ ہین جنہون
نے استنباط احکام فروع کا ادلہ اربعہ سے کیا ہی وہ غیر مقلدین ہین دوم مجتہدین
فی المذہب ہین مثل امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ کے کہ یہہ دونون نکالنے
والے احکام کے ہین ادلہ اربعہ سے بموجب قواعد امام اعظم رح کے سوم طبقہ مجتہدین
فی المسائل ہین کہ روایت اوس مسائل خاص کے صاحب مذہب سے نہین
آئی کرتے ہین مثل طحاوی و خصاف و کرخی و حلوانی و سرخسی و بزدوی و
قاضی خان وغیرہ کے ہین یہہ مخالف اصول و فروع کے نہین کرتے ہین لیکن استنباط
احکام مسائل کی کرتی ہین جنکے واسطے نص نہین بموجب قواعد کے یہہ سب مخالف اصول
و فروع کے نہین کرتے ہین چہارم اصحاب تخریج ہین مقلدین سے مثل رازی
کے کہ تفصیل قول مجمل ذی وجہین و حکم مبہم و محتمل امرین کے کہ منقول امام و
اصحاب اونکے سے ہی بموجب اصول کے کرتے ہین پنجم طبقہ اصحاب ترجیح ہین
مقلدین سے مثل ابو الحسن قدوری و صاحب ہدایہ کے کہ شان ان سب کے
یہہ ہی کہ تفضیل بعض روایات کے بعض دوسری سے بقول خود کرتے ہین
یعنی ہذا اصح درایۃ و اولی ششم طبقہ مقلدین کہ شان اونکے یہہ ہی کہ وہ تصریح
قوی و اقوی و ضعیف ظاہر الروایت و ظاہر المذہب کے کرتے ہین اور قول
مردود کی نقل نہین کرتے ہین یہہ لوگ اصحاب متون متاخرین سے ہین مثل

صاحب کنز و مختار و وقایہ شیخم وہ مقلد ہین کہ قادر نہین ہین اسپر کہ ذکر کیا گیا ہی اوپر اور نہین فرق کرتے ہین درمیان لاغر اور فربہ کے اب قول صاحب درمختار کو ملاحظہ فرمائے کہ وہ بہ نسبت اپنی لکہتا ہے واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وما صححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم الی اخرہ خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ صاحب درمختار لکہتا ہی کہ لیکن ہم سب پر تابعداری اور پیروی اوس چیز کے ہی کہ جسکو ترجیح دیا ہے اور تصحیح کیا ہی فقہا نے جیسا کہ اگر وہ لوگ زندہ رہتے اور فتویٰ دیتے تو ہم لوگون پر تابعداری اور پیروی اونکے لازم تہی اوسیطرح بعد مرنے اونکے اون لوگون نے جسکی ترجیح و تصحیح کی ہی پیروی ہمپر لازم ہے پس ہرگاہ صاحب درالمختار بہ نسبت فتویٰ دینے اپنے یہہ لکہتا ہے تو مدعی کس گنتی و شمار مین ہی کہ تصحیح قاضی خان وغیرہم کو ترک کرکے بیس رکعت تراویح کو سنت موکدہ نہین ٹہہراتا ہے برخلاف جمہور فقہا کے منکر اجماع صحابہ ہین فاعتبروا یا اولی الابصار +

تمت بالخیر

خاتمۃ الکتاب

اوپر اصحاب فہم و درایت علما اہل سنت و جماعت خصوصًا پیروان حضرت امام ابی حنیفہ رح کے مخفی نرہے کہ صاحب نور الہدی و امداد السنت نے مع دو چو

اپنے باوجود ادعاے حنفیت کے فکر بیخ کنی نماز تراویح کے کی ہے یعنی
لکھا ہی کہ نماز تراویح نماز تہجد آنحضرت کی تہی اور وہ آنحضرت پر فرض تہی پر
مواظبت آنحضرت کی نفلاً اوسپر نہ ہوئی تو ہم سب پر سنت نہین ہو سکتی اور
بیس رکعت کا پڑہنا آنحضرت سے ثابت نہین ہوتا ہے اور نہ سنت موکدہ ہو سکتی
ہی گو مواظبت خلفاء راشدین کی اوسپر ہوا جسپر مواظبت خلفائی فرمائی بدون مواظبت آنحضرت
کے سنت موکدہ نہین ہو سکتی ہی علاوہ اسکی بیس رکعت تراویح پر تو مواظبت خلفاء راشدین کبہی تحقق نہین ہے
کہ کسی روایت سی بیس رکعت پڑہنا حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رض کا ثابت
ہو چنانچہ یہہ بات صاحب رسالہ نے صفحہ ۶ امداد السنت مین لکھی ہے جواب با
صواب جملہ مراتب مندرجہ ہر دو رسالہ اوپر لکھا گیا ہی قطع نظر اوسکی خاتمۃ الکتاب
مین جواب اوسکا بہی مجالس الابرار سے تیمناً و تبرکاً لکھا جاتا ہے مجلس اٹہائیس
مین لکھا ہے اما نفس التراویح فهو سنة موكدة على الاعيان للرجال
والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله صلى
الله عليه وسلم الى يومنا هذا فلا ينبغي تركها والدليل على هذا ما
روى ان النبي صلعم اتخذ فی المسجد حجرة من حصير ليصلی فيها السنن
وكان يخرج من الحجرة ويصلی التراويح للناس بالجماعة فعل هذا ثلث
ليال فلما كانت الليلة الرابعة اجتمع ناس كثير حتی عجز المسجد
من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة بعد ما صلی الفريضة

ولم يخرج اليهم وما زالوا ينتظرون خروجه وظنوا انه نام وجعل
بعضهم يتنحنح ليخرج اليهم وبعضهم يقول الصلوة فخرج اليهم فقال ما
زال بكم الذي رايت من صنيعكم حتى خشيت ان يكتب عليكم ولو كتب
عليكم ما قمتم به فصلوا ايها الناس في بيوتكم فان افضل صلوة المرء
في بيته الا الصلوة المكتوبة فتوفي رسول الله عم والامر على ذلك
ثم كان الامر على ذلك في خلافة ابي بكر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر في
ايام خلافته راى الناس يصلون التراويح في المسجد منفردين وامرهم
ان يصلوها جماعة فامر ابي ابن كعب وتميم الداري ليصليا ها بالناس
امامة فصليا ها بالجماعة والصحابة رض متوازون منهم عثمان و
علي وابن مسعود وابن العباس وابنه وطلحة والزبير ومعاذ وغيرهم
من المهاجرين والانصار وما رد عليه واحد منهم بل ساعدوه و
وافقوه وامروه بذلك وواظبوا عليها حتى ان عليا اثنى عليه ودعا له
بالخير وقالوا نور الله مضجع عمر كما نور مساجدنا وقد قال النبي عليه
السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي وهي عشرون
ركعة ترجمه لیکن نفس تراویح پس وہ سنت موکدہ ہی اوپر ذکوران کے مرد
اور عورت سے توارث کیا اوسکو خلف نے سلف سے نزدیک زمانہ رسول صلعم
سی آجتک پس نہین سزاوار ہے ترک اوسکا اور دلیل اوپر اسکے وہ ہے کہ

روایت کیا گیا ہے کہ بیشک نبی صلعم نے بنایا مسجد مین حجرہ چٹائی سے
تاکہ پڑہین بیچ اوسکے سنت اور تہی حضرت نکلتی تہی حجرہ سے اور نماز پڑہتے
تہی تراویح کے ساتہہ آدمیون کے ساتہہ جماعت کے اور کیا اوسکو تین راتین
پس جب کہ ہوئی رات چوتہی جمع ہوئی لوگ بہت یہان تک تنگی کیا مسجد نے
اون لوگون سی ہرگاہ دیکہا حضرت نے رغبت آدمیون کے تشریف لے گئے
حجرہ مین بعد پڑہنے نماز فرض کے اور رہین نکلے طرف اونکے پس تہا لوگ تہی
کہ دیکہتے تہی تشریف لانا آپکا اور گمان کیا کہ تحقیق آپ سو گئے اور تہی بعض
اون اصحاب سے کہ کہانستے تہی تا کہ نکلین آنحضرت طرف اونکے اور کہتے تہی
بعض الصلوٰۃ الصلوٰۃ پس نکلی آنحضرت طرف اونکے پس فرمایا ہمیشہ رہتا تہا
تمہاری وہ چیز کہ دیکہا مینے فعل تمہارے سے یہان تک کہ ڈرا مین یہہ کہ
فرض کیا جائے اوپر تمہاری اور اگر فرض کیا جاتا اوپر تمہاری تو نہ قیام
کرسکتے تم ساتہہ اوسکے پس پڑہو نماز اے لوگو بیچ گہرون اپنے کے
پس تحقیق افضل نماز مرد کے بیچ گہر اوسکے ہی مگر نماز فرض پس وفات فرمایا
رسول اللہ صلعم نے اور حال یہہ تہا کہ امر تراویح کا اوپر اسی کے تہا تفق یہہ
تہا امر اوپر اوسی حال کے بیچ خلافت حضرت ابی بکر صدیق رض عنہ کے
اور اول خلافت حضرت عمر رض عنہ سے تک پہنچے تحقیق حضرت عمر رض نے
بیچ ایام خلافت اپنی کے دیکہا لوگون کو پڑہتے تہی تراویح کو بیچ مسجد کے

نسخہ یہ بھی

درانحالیکہ تھے تنہا تنہا اور امر فرمایا حضرت عمر رضی عنہ نے اونکو یہہ کہ
پڑہی تراویح کو جماعت کے ساتہہ پس حکم فرمایا ابی ابن کعب اور تمیم
داری کو تاکہ پڑہاوین دونون اوسکو ساتہہ لوگونکے از روے امامت
کے پس پڑہایا دونون نے اوسکو یعنے تراویح کو جماعت کے ساتہہ
اور تہے صحابہ اسوقت مین برابر بیچ اس بات کے اور بعض اونمین سے
حضرت عثمان اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور
بیٹے اونکے اور طلحہ اور زبیر اور معاذ اور غیر اونکے مہاجرین اور
انصار مین سے رضی اللہ عنہم اور نہین رد کیا اوپر اوسکے کسی نے اونمین
سے بلکہ اعانت کیا سب نے اونکی اور موافقت کی اور امر فرمایا سب
نے اونکو ساتہہ اوسکے اور مواظبت کیا سب نے اوپر اوسکے یہان تک
کہ تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ثنا کیا اوپر حضرت عمر رض کے اور
دعا کیا واسطے اونکے ساتہہ خیر کے اور کہا سب نے روشن کرے اللہ
تعالی قبر حضرت عمر کو جیسا کہ روشن کیا حضرت عمر نے مسجد ہماری کو
اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلعم نے لازم پکڑو اوپر اپنے سنت ہماری
اور سنت خلفاء راشدین ہماری کے پیچھے میرے اور رہی وہی تراویح
بیس رکعت وفی الحموی صلاھا عمر بعدہ عشرین
رکعۃ ووافقہ الصحابۃ علی ذلک فقط + ترجمہ

لکھا ہے پڑہی اونہی تراویح کو حضرت عمر نے بیس رکعت اور موافقت سنت ساتھہ
کی حضرت عمر کے اصحابون نے اوسی بیس رکعت کی +

سنت ساتھہ

اللھم انی اعوذ بک من الشقاق
والنفاق وسوء الا
خلاق

قطعہ تاریخ از نتایج فکر عالی مولوی محمد عبد الرحمن خان صاحب صدر امین مقام آگرہ

—مولف این عجالہ نافعہ—

نوشتم من چو این سفر سعادت
بتائیدات افکار خدا داد

پسندیدند این را اہل دانش
برای طبع آن کردند ارشاد

چو پرسیدم ز ہاتف سال تاریخ
بگفتا آمدی غالب بر امداد

فتوی علمای جونپور
سنہ ۱۲۸۵ ہجری

اگر کسی از پیروان امام اعظم احیاناً لفظ سنتہ را درین باب بموکدہ تقیید نماید
مراد ازان نیز موکدہ باشد اما عدد رکعات آن پس نزد حنفیہ غیر از
بست ثبوت نرسیدہ بلکہ ہمین بست رکعت نزد شان موسوم بتراویح
است فی السراجیۃ التراویح سنۃ خمس ترویحات کل ترویحۃ اربع رکعات
وفی الکنز وسن فی رمضان عشرون رکعۃ قال صاحب البحر وانما لم

یذکرہا مع السنن المؤکدة قبل النوافل المطلقة لکثرة شیعها ولاختصاصها بحکم من
بین سائر السنن وهو الاداء بجماعة مولانا شاه عبد العزیز می فرماید در روایات
صحیحه مرفوعه تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره در احادیث مثل کان
رسول الله صلی الله علیه وسلم یجهد فی رمضان ما لا یجتهد فی غیره رواه مسلم یجتهد
معلوم می شود که عددش بسیار بود و در مصنف ابن ابی شیبه بروایت
ابن عباس وارد شده که کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان
فی غیر جماعة عشرین رکعة والوتر اما بیهقی این روایت را تضعیف نموده
به ضعف جد ابی بکر حال آنکه او آنقدر ضعف ندارد که روایت او مطروح
ساخته شود آری اگر معارض آن حدیث صحیح می بود البته ساقط میشد و آنچه
مروی شده ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة
مراد از آن نماز تهجد است که در رمضان وغیره برابر بود و آنرا صلوة
اللیل می گفتند انتهی وابن همام مخالفت قوم بقیاس خود کرده ولذا لا یسمع
فی هذا الباب پس معلوم شد که مصداق تراویح نزد حنفیه وجمهور سنت وغیرها
همان بست رکعت خواهد بود وفی الواقع تراویح سنت موکده و آن بست رکعات است

کتبه محمد یوسف + محمد فاروق چریاکوٹی عفی عنه

اصاب من اجاب
محمد عبد الاحد

فتوی علمای رامپور

در تعیین بست رکعت تراویح هرچه حضرت مولانا شاه عبد العزیز رحمة الله علیه
تحریر فرموده اند بعینه منقول می شود و آن اینست در باب تراویح
چنانچه این حدیث صحیح وارد شده که ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره
علی احدی عشرة رکعة همچنان این احادیث هم صحیح وارد شده اند که
قالت عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی غیره رواه مسلم وعنها رضی الله عنها
کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیا اللیل وایقظ اهله وجدّ و
شدّ المیزر رواه البخاری ومسلم وابو داود والنسائی وعن النعمان بن
بشیر قال قمنا مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی شهر رمضان لیلة
ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس وعشرین الی
نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی ظننا ان لا ندرک الفلاح
ای السحور پس وجه تطبیق درمیان این روایات که صریح دلالت بر زیاده
کمّی و کیفی نماز آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم در رمضان بر غیر آن میکنند
و در آن روایت که نفی زیادت می کند همین است که آن روایت محمول بر نماز
تهجد است که در رمضان و غیر رمضان یکسان بود و غالبا بعد دوازده
رکعت مع الوتر میرسید. دلیل برین حمل آنست که راوی این حدیث ابو سلمه
ست در تتمّه این روایت میگوید که قالت عائشة فقلت یا رسول الله تنام

قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی گذاره واه البخاری
وسلم وظاهر ست که نوم قبل از وتر در نماز تهجد متصور میشود نه در غیر آن و
در روایات زیادت محمول بر نماز تراویح ست که در عرف آنوقت بقیام رمضان
مسمی بود آمده بر آنکه قیام رمضان بچند رکعت ادا میفرمودند در روایات
صحیحه مرفوعه تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره در جد و اجتهاد
آنحضرت صلی الله علیه وسلم معلوم می شود که عددش بسیار بود و در
مصنف ابن ابی شیبه وسنن بیهقی بروایت ابن عباس رضی الله عنه
وارد شده که کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلی فی رمضان فی غیر
جماعة بعشرین رکعة والوتر اما بیهقی این روایت را تضعیف نموده بعلت
آنکه راوی اینحدیث جد ابی بکر بن ابی شیبه است که ابوشیبه است حالانکه
ابوشیبه جد ابوبکر بن شیبه آنقدر ضعف ندارد که روایت او را مطروح
ساخته شود آری اگر معارض او حدیث صحیح می بود البته ساقط می گشت
وقد سبق ان الذی یتوهم معارضا له اعنی حدیث ابی سلمة عن عائشة المتقدم
ذکره لیس معارضا بالحقیقة فبقی سالما کیف وقد تائید بفعل الصحابة
رضی الله عنهم کما رواه بیهقی فی سننه باسناد صحیح عن السائب بن
یزید رض قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه
فی شهر رمضان بعشرین رکعة وروی مالک فی الموطا عن یزید بن

روبان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رضی الله عنه بثلاث و عشرین و فی روایة باحدی عشرة و بیهقی درین هر دو روایت جمع نموده است باین طریق که اول صحابه کرام عدد یازده را که عدد مشهور تهجد آنحضرت بود درین نماز هم اختیار فرموده بودند للعلة المشترکة بینهما و هو ان کلاً منهما صلوة اللیل و چون نزد شان ثابت شد که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم درین ماه درین قیام زیادت ازان عدد میفرمودند و لعشرین می رسانیدند من بعد عدد بست و سه را اختیار کردند و برین عدد اجماع شد و بعد از تحقق اجماع مراعات این عدد هم از ضروریات گشت در حق قرون متأخره انتهی حرره العبد المذنب الاواه محمد لطف الله عفی عنه فقط الحق احق بالاتباع کتبه

محمد سعد الله

الجواب حق صریح

عبد القادر بدایونی

شاهجهان پور

جواب صحیح است

اصاب من اجاب

مجیب مصیب است

قد اصاب المجیب

الجواب صحیح

غلام علی	محمد حسین	احمد عفی عنه	نور محمد	سرفراز علی قاضی شاهجهانپور

اصاب من اجاب

مجیب مصیب است

بهاء الدین	محمد امین

مراد آباد

الجواب صحیح — اسی پر عمل ہی — یہی ثواب ہی — الحق بہ حقیق — الجواب صحیح

ظہور حسن	محمد رفیع اللہ	عزیز اللہ	غلام نبی	محمد یعقوب

بریلی

جواب صحیح ہی — اصاب من اجاب — مجیب مصیب ہے — جواب صحیح ہے

محمد حسن	احمد حسن	محمد ... شمس علی	محمد عبد الہادی

سہارنپور

قد اصاب من اجاب — تارک آن عبد ہوسی است — الجواب صحیح است

محمد انصاری	سعادت علی	محمد عماد الدین	محمد قاسم	محمد ... علی	احمد حسن رامپوری
عبد الرزاق	محمد اسحاق	محمد امیر خان	محمد زمان قندہاری		

لاہور

الجواب صحیح

فقیر نور محمد	حافظ محمود	امیر علی	غلام محمد

جواب صحیح ہے

تلمیذ مولانا محمد عبد العزیز صاحب دہلوی

حامدا و مصلیا و مسلما

اشتہار

پوشیدہ نرہے کہ بیس رکعت تراویح پڑہنے کا عمل زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ
باجماع صحابہ کبار استقرار پایا اور زمانہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما مین بہی اسیکا
رواج رہا کہ امام مالک رح موطا مین یزید ابن رومان سے اسکی روایت کرتے مین اور امام ابو حنیفہ
اور اصحاب انکے اور امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رح کا بہی یہی مذہب اور شرقا و غربا
لوگون کا آجتک اسی پر عمل ہے اور بڑے بڑے فقہاء نامدار نے اسکو سنت موکدہ و طریقہ
خلفاے راشدین کا لکہا ہے مگر زمانا مولوی محمد بشیر سہسوانی نے باعث قصور علم و فہم کے
برخلاف جمہور فقہا کے انکار بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے سے کیا اور برعکس اونکے عمل
کیا تب رسالہ استقصاء التراویح مشتمل فتوی سنت موکدہ ہونے بیس رکعت نماز تراویح کے دستخط
سے علماے معززین کراکے چہپوایا گیا سید امداد علی صاحب اکبرآبادی نے اونکی اعانت بنویسی صلاح
مولوی بشیر الدین قنوجی کے کی اور دو رسالہ نور الہدی و امداد السنۃ کہ جس سے بیخ کنی نماز تراویح
کی ہوتی ہے چہپوا کر شایع کرائے لہذا خاکسار نے واسطے برقرار رہنے اوس سنت کے رسالہ
توضیح السنۃ الہدیہ اوداے دونون رسالون کے رد مین لکہا اور بہوا ہر و دستخط سے علماے
نامدار کے مزین کرا کے چہپوایا کہ لوگ مغالطہ مین ان تینون شخصون کے نہ آوین بدستور
اس شعائر دین کو قایم رکہین جو بہائی دیندار اس رسالہ کو پڑہے اس عاجز کو دعا خیر سے یاد کرے
اللہ جل شانہ بحرمت نبی ص و آلہ و اصحاب اونکے اس خیر خواہ دین متین کو اجر عظیم